شعبان المعظم 1443ھ
رمضان
اپریل 2022ء
ماہنامہ
خواتین
جلد:01
شمارہ:06

ویب ایڈیشن

اوراد و وظائف اپریل 2022ء

نظر کا کمزور ہونا

پانچوں نمازوں کے بعد گیارہ مرتبہ "یَانُوْرُ" پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دَم کرکے آنکھوں پر پھیر لیں۔ (جنتی زیور، ص606) اِن شآءَ اللہ نظر کی کمزوری دور ہو جائے گی۔

حافظہ مضبوط ہو

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ کَمَا لَانِہَایَۃَ لِکَمَالِکَ وَعَدَدَ کَمَالِہٖ"

اگر کسی شخص کو بھول جانے کی بیماری ہو تو وہ مغرب اور عشاء کے درمیان اس درودِ پاک کو کثرت سے پڑھے، اِن شآءَ اللہ حافظہ قوی ہو جائے گا۔ (افضل الصلوات علی سید السادات، ص192)

فالج ولقوہ

سورۂ زِلزال لوہے کے برتن پر لکھ کر دھو کر پلائی جائے یا لوہے کے برتن میں لکھ کر دیں کہ مریض اس پر دیکھے اِن شآءَ اللہ صحت ہو گی۔ (کام کے اوراد، ص2)

غریبی اور محتاجی دور

محتاج اور غریب شخص اگر ہر نماز کے بعد "آیۃُ الکرسی" پڑھے گا تو چند دنوں میں اس کی محتاجی اور غریبی دور ہو جائے گی۔

(جنتی زیور، ص589 ماخوذاً)

سیب دَم کروانے کی برکت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ! میرا نام محمد نواز عطّاری ہے، میرے چچا کے بیٹے فیاض احمد جن کی شادی ہوئے تقریباً سات سال ہو گئے تھے اور وہ اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ جانشینِ امیرِ اَہلِ سنّت حضرت مولانا الحاج ابو اُسید عبید رضا عطّاری مدنی مُدَّ ظِلُّہُ العالی سے 2018 میں سیب دَم کروا کر کھلایا تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بچّی کی ولادت ہوئی ہے۔ محمد نواز عطّاری (رکن کابینہ مجلس ائمہ کرام، ایبٹ آباد زون، لاہور ریجن)

نوٹ: سیب دَم کروانے کے لئے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی کے ان دو نمبرز پر رابطہ کر سکتے ہیں:

UAN: +92 21111252692 | 02138696333

CONTENTS

شرعی تفتیش: مولانا عبد الماجد عطاری مدنی دار الافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی) تاثرات (Feedback) کے لئے اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور واٹس ایپ نمبر (صرف تحریری طور پر) پر بھیجئے:

mahnamahkhawateen@dawateislami.net 0348-6422931

پیش کش: شعبہ خواتین المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

حمد

سب کا پیدا کرنے والا میرا مولا میرا مولا

سب کا پیدا کرنے والا میرا مولا میرا مولا
سب سے افضل سب سے اعلیٰ میرا مولا میرا مولا
جگ کا خالق سب کا مالک وہ ہی باقی، باقی ہالِک
سچا مالک سچا آقا میرا مولا میرا مولا
سب کو وہ ہی دے ہے روزی نِعمت اُس کی دولت اُس کی
رازِق داتا پالَن ہارا میرا مولا میرا مولا
ہم سب اُس کے عاجِز بندے وہ ہی پالے وہ ہی مارے
خوبی والا سب سے نِیارا میرا مولا میرا مولا
اَوّل آخِر غائب حاضر اُس کو روشن اُس پہ ظاہر
عالِم دانا واقِف کُل کا میرا مولا میرا مولا
عِزّت والا حِکمت والا نِعمت والا رحمت والا
میرا پیارا میرا آقا میرا مولا میرا مولا
طاعت سجدہ اُس کا حق ہے اُس کو پوجو وہ ہی رب ہے
اللہ اللہ اللہ میرا مولا میرا مولا

کتاب العقائد، ص13

از صدر الافاضل مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ

نعت

آنکھوں کا تارا نامِ محمد

آنکھوں کا تارا نامِ محمد
دل کا اُجالا نامِ محمد
اللہُ اکبر ربُّ العُلا نے
ہر شے پہ لکھا نامِ محمد
رکھو لحد میں جس دَم عزیزو
مجھ کو سُنانا نامِ محمد
روزِ قِیامت میزان و پُل پر
دے گا سہارا نامِ محمد
پُوچھے گا مولیٰ لایا ہے کیا کیا
میں یہ کہوں گا نامِ محمد
اپنے رَضا کے قُربان جاؤں
جس نے سِکھایا نامِ محمد
اپنے جمیلِ رَضَوی کے دل میں
آجا سَما جا نامِ محمد

قبالۂ بخشش، ص133-135

از مداحُ الحبیب محمد جمیل الرحمن خان رحمۃُ اللہِ علیہ

اچھی بیویوں کے اوصاف

اللہ پاک فرماتا ہے: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُؕ (پ5، النسآء:34) ترجمہ: تو نیک عورتیں (شوہروں کی) اطاعت کرنے والی (اور) ان کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت و توفیق سے حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔

تفسیر: (اس آیت میں) نیک اور پارسا عورتوں کے اوصاف بیان فرمائے جارہے ہیں کہ جب ان کے شوہر موجود ہوں تو ان کی اطاعت کرتی ہیں اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں مصروف رہتی اور شوہر کی نافرمانی سے بچتی ہیں اور جب موجود نہ ہوں تو اللہ پاک کے فضل سے ان کے مال اور عزت کی حفاظت کرتی ہیں۔[1] بلاشبہ نیک و پارسا عورت دنیا کی بہترین متاع ہے۔ جیسا کہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: دنیا مَتاع (فائدہ اٹھانے کی چیز) ہے اور دنیا کا بہترین متاع نیک عورت ہے۔[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً (پ2، البقرۃ:201) کی تفسیر میں فرمایا: خدایا ہم کو دنیا میں نیک بیوی دے اور آخرت میں اعلیٰ حور عطا فرما اور آگ یعنی خراب بیوی کے عذاب سے بچا۔ جیسے اچھی بیوی خدا کی رحمت ہے ایسے ہی بری بیوی خدا کا عذاب۔[3]

نیک بیوی کے فضائل پر احادیث: کثیر احادیثِ مبارکہ میں نیک اور پارسا بیوی کے اوصاف اور فضائل مروی ہیں۔ چنانچہ دو احادیث پیشِ خدمت ہیں:

1. تقویٰ کے بعد مومن کیلئے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں کہ اگر وہ اسے حکم دے تو وہ اطاعت کرے اور اگر اسے دیکھے تو خوش کر دے اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو قسم سچی کر دے اور کہیں چلا جائے تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں بھلائی کرے۔[4]
2. جسے چار چیزیں ملیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی ملی: (1) شکر گزار دل (2) یادِ خدا کرنے والی زبان (3) مصیبت پر صبر کرنے والا بدن اور (4) ایسی بیوی کہ اپنے نفس اور شوہر کے مال میں گناہ کی متلاشی (یعنی اس میں خیانت کرنے والی) نہ ہو۔[5]

اوصاف: 1 عورت کی سب سے پہلی صفت اس کا ایمان والا ہونا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے: وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (پ22، الاحزاب:35) ترجمہ: اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں۔ 2 مذکورہ آیت میں عورت کی دوسری صفت صالحہ ہونا بیان کی گئی ہے۔ نیز حدیثِ مبارکہ میں بھی ہے: اللہ پاک سے ڈرنے کے بعد مومن کے لیے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔[6] 3 عورت کی ایک صفت آیتِ مبارکہ میں قٰنِتٰتٌ بیان کی گئی ہے کہ اچھی بیویاں شوہر کی اطاعت گزار ہوتی ہیں۔ حضرت سلامہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث جس میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے عورتوں کی بہت سی فضیلتیں ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: اے سلامہ! کیا تم جانتی ہو کہ میری مراد کون سی عورتیں ہیں؟ پھر خود ہی فرمایا: وہ عورتیں جو نیک اور اپنے شوہر کی اطاعت گزار ہوں اور وہ جو اپنے شوہروں کی ناشکری نہ کرتی ہوں۔[7] حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ سے فرمانبردار خواتین مراد ہیں اور حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ سے شوہروں کی عدم موجودگی میں اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والیاں مراد ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ شوہر

کے راز کی اس طرح حفاظت کرنے والیاں ہیں جس طرح اللہ پاک نے حفاظت کا حکم دیا ہے۔[8] 4 اسی آیتِ مبارکہ میں عورت کی ایک صفت اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرنا بھی بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ بہترین بیوی وہ ہے کہ جب تم گھر میں موجود نہ ہو تو وہ تمہارے پیچھے تمہارے مال کی اور اپنے نفس کی حفاظت کرے۔[9] چونکہ اپنی ذات کی حفاظت کا ایک بہترین ذریعہ باپردہ ہونا بھی ہے۔ لہٰذا اس معاملے میں عورت کو کبھی بھی بے پروا نہیں ہونا چاہئے، گھر میں ہو یا باہر، ہر جگہ باپردہ رہے، بلکہ فی زمانہ گھر میں موجود غیر محارم جیسے دیور، جیٹھ وغیرہ سے بھی پردے کی بہت احتیاط لازم ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جیٹھ، دیور، بہنوئی، پھپھا، خالو، چچازاد، ماموں زاد، پھپھی زاد، خالہ زاد بھائی یہ سب لوگ عورت کے لیے محض اجنبی ہیں بلکہ ان کا نقصان بالکل اجنبی شخص سے زائد ہے کہ غیر آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا اور یہ رشتے آپس کے میل جول (بے تکلفی) کے باعث خوف نہیں رکھتے۔ عورت نرے اجنبی شخص سے فوراً بے تکلف نہیں ہو سکتی مگر ان رشتوں میں آپس میں بے تکلفی ہوتی ہے، لہٰذا جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے کو منع فرمایا (تو) ایک انصاری صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم)! جیٹھ دیور کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا: جیٹھ دیور تو موت ہیں[10]۔[11] لہٰذا عورت کو چاہیے کہ وہ پردے کا خصوصی اہتمام کرے، غیر محارم اور اجنبی مردوں سے گفتگو اور بات چیت سے گریز کرے۔ ہاں! ضرورت کے تحت اگر بات کرنی پڑے تو نرمی سے بات نہ کرے بلکہ کسی قدر روکھا پن اختیار کرے کہ قرآنِ کریم میں بھی اسی کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ فرمایا: فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (پ22، الاحزاب: 32) ترجمہ: تو بات کرنے میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا مریض آدمی کچھ لالچ کرے اور تم اچھی بات کہو۔ اس کے علاوہ شوہر کے گھر والوں سے حُسنِ سلوک، صبر و ایثار، عفت و پاک دامنی، حُسنِ اخلاق، کفایت شعاری یہ تمام نیک عورت کی صفات ہیں۔ 5 نیک عورت کفایت شعاری سے کام لیتی ہے اور شوہر کے مال کو فضولیات میں برباد نہیں کرتی کیونکہ عورت کو صدقہ و خیرات بھی شوہر کی اجازت کے بغیر کرنے کی اجازت نہیں۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! اور کھانا بھی نہیں؟ فرمایا: وہ تو ہمارے اموال میں افضل ہے۔[12] یعنی جب کھانے سی معمولی چیز بھی بغیر اجازتِ شوہر صدقہ کرنا جائز نہیں تو اس کھانے کا صدقہ کرنا کیسے جائز ہوگا جو اس (مال) سے بھی افضل ہے![13] لہٰذا عورت کو چاہئے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر میکے والوں یا کسی اور ایسے شخص پر جسے شوہر ناپسند کرتا ہے خرچ نہ کرے۔

ہم میں سے ہر ایک کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ آیا قرآن و حدیث کی روشنی میں ہم ان صفات کی حامل ہیں یا نہیں؟ نیز ان صفات کو اپنانے کی کوشش بھی کریں کیونکہ ان اوصاف کو اپنانے میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ آج کی آزادانہ اور مرد کے شانہ بشانہ چلنے کی سوچ رکھنے والی خواتین کو بھی چاہیے کہ وہ خود کو ان صفات سے آراستہ کریں تاکہ گھر کا ماحول پرسکون ہو اور گھر امن کا گہوارہ بن جائے۔ اللہ پاک عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 تفسیر صراط الجنان، 196/2 2 مسلم، ص595، حدیث: 3643 3 مراٰۃ المناجیح، 4/5 4 ابن ماجہ، 414/2، حدیث: 1857 5 معجم کبیر، 109/11، حدیث: 11275 6 ابنِ ماجہ، 414/2، حدیث: 1857 7 معجم اوسط، 105/5، حدیث: 6733 8 تفسیر بغوی، 335/1 9 ابن ماجہ، 414/2، حدیث: 1857 10 فتاویٰ رضویہ، 217/22 11 بخاری، 472/3، حدیث: 5232 12 ترمذی، 149/2، حدیث: 670 13 مرقاۃ، 437/4، تحت الحدیث: 1951

یتیموں کی پرورش (قسط: اول)

سلسلہ شرح حدیث

بنت کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار واہ کینٹ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: اَيُّمَا امْرَاَةٍ قَعَدَتْ عَلٰى بَيْتِ اَوْلَادِهَا فَهِيَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ ترجمہ: جو عورت اپنی اولاد کے گھر بیٹھی رہے اسے جنت میں میرا قرب ملے گا۔[1]

شرحِ حدیث: حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ پاک کے اس حصے "اپنی اولاد کے گھر بیٹھی رہے" کے تحت لکھتے ہیں: ظاہر ہے کہ اپنی اولاد کے گھر بیٹھنے سے مراد عورت کا اپنی یتیم اولاد کی وجہ سے شادی نہ کرنا اور اپنی اولاد کی خاطر خرچ میں زیادتی سے اپنے آپ کو روکے رکھنا ہے۔[2] یعنی جس عورت نے اس خیال سے دوسرا نکاح نہ کیا کہ اس کی وجہ سے اس کے یتیم بچوں کو تکلیف ہو گی اس کے لیے یہ بشارت ہے کہ اسے جنت میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا قُرب حاصل ہو گا۔ مزید علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ پاک کے اس حصے "اسے جنت میں میرا قُرب ملے گا" کے تحت لکھتے ہیں: جنت میں بی بی آمنہ کے لعل صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی مَعِیَّت سے مراد یہ ہے کہ جنت میں پہلے جانے والوں میں جو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ ہوں گے ان میں یہ عورت بھی ہو گی، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا مگر ایک عورت مجھ سے آگے نکل جائے گی تو میں اس سے پوچھوں گا: تو کون ہے؟ وہ کہے گی: میں وہ عورت ہوں جو اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لیے بیٹھی رہی۔ رہی بات مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے درجے کی تو اس درجے میں کوئی بھی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ نہ ہو گا۔[3]

زمانہ جاہلیت اور یتیم: یاد رہے! یتیم وہ نابالغ (بچہ یا بچی) ہے جس کا والد فوت ہو چکا ہو، خواہ وہ نابالغ مالدار ہو یا فقیر۔[4] زمانۂ جاہلیت میں جہاں اور کئی طرح کے ظلم و ستم رائج تھے وہیں یتیم بچوں اور بچیوں کے ساتھ بھی انتہائی برا سلوک کیا جاتا تھا مثلاً ان کے مال پر ناحق قبضہ جمانا، ان کو انہی کا مال دینے سے انکار کر دینا، بلکہ ہڑپ تک کر جانا، یتیم بچی سے محض اس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لینا، پھر اس کا وارث بننے کے لیے اس کی موت کا منتظر رہنا وغیرہ۔

یتیم اور اسلامی تعلیمات: جب دینِ اسلام کا سورج طلوع ہوا اور اس کی جگمگاتی ہوئی روشنیوں نے ظلم و ستم کی تاریکیوں کا خاتمہ کیا تو جہاں دیگر کمزور و لاچار طبقوں کو ان کے حقوق ملے وہیں یتیموں کو بھی دامنِ اسلام نے پناہ فراہم کی۔ ان کے حقوق مقرر کیے، ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم دیا، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے پر عظیم اجر و ثواب کی بشارت دی، ان کی کفالت کرنے والوں کو جنت میں قُربِ مصطفےٰ کی خوش خبری دی تو ان کا مال ناحق کھانے والوں کو نارِ جہنم کی وعیدیں سنائیں، غرض یہ کہ معاشرے کے اس انتہائی دبے ہوئے اور مظلوم طبقے کو سکھ کا سانس نصیب ہوا۔ چنانچہ اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا: وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ (پ1، البقرۃ: 83) ترجمہ: اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ (اچھا سلوک کرو)۔

یتیم کی پرورش کرنے کے فضائل: (1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

عنہ سے روایت ہے: دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اپنے خاندان یا غیر کے یتیم بچے کو پالنے والا اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے“ یہ کہہ کر راویِ حدیث حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا۔[5] یتیم خواہ کفالت کرنے والے کا قریبی رشتہ دار ہو یعنی یتیم کی ماں، دادا، بھائی، چچا وغیرہ یا پھر وہ یتیم اجنبی ہو دونوں صورتوں میں اس کفالت کرنے والے کو سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قُرب کا عظیم ثواب حاصل ہو گا۔[6] 2 اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بُرا سلوک کیا جاتا ہو۔[7]

یتیم کے ساتھ حُسنِ سُلوک کی صورتیں: یتیم کے ساتھ حُسنِ سلوک کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً یتیم کی پرورش کرنا، اس کے اخراجات اپنے ذمہ لینا، اس کے کھانے پینے کا انتظام کر دینا، اس کو عمدہ کپڑے پہنانا، اس کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرنا، اسے دین دار و نمازی بنانا اور اس کی ضروریات پوری کرنا وغیرہ۔ اگر کچھ نہ ہو سکے تو کم از کم اس کے ساتھ شفقت بھرا برتاؤ رکھنا، اس کو حقیر سمجھ کر دھتکارنے، برا بھلا کہنے کے بجائے محبت سے پیش آنا، اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنا یہ سب صورتیں حُسنِ سلوک میں داخل ہیں۔

یتیموں پر شفقتِ مصطفٰے: ہمارے پیارے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یتیموں کے ساتھ حد درجہ لطف و مہربانی سے پیش آتے، ان کے ساتھ اچھا سلوک فرماتے اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کا حکم دیتے۔ آپ یتیموں پر کس قدر شفیق و مہربان تھے اس کا اندازہ ان واقعات سے لگایا جا سکتا ہے: 1 جب حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ نے اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما کر ان کے کم سن اور یتیم بچوں کو اپنی پرورش میں لے لیا۔[8] 2 جنگِ موتہ میں جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو حضور ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی زوجہ حضرت اَسْماء بنتِ عُمَیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ جب انہوں نے بچوں کو پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بچوں کو سونگھنے اور چومنے لگے اور اس دوران آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔[9]

بزرگانِ دین کا یتیموں کے ساتھ حُسنِ سلوک: ہمارے بزرگانِ دین بھی یتیموں کے ساتھ بہت شفقت بھرا سلوک فرماتے اور ان کی دِل جُوئی اور خبر گیری کیا کرتے۔ بطورِ ترغیب 3 واقعات پیشِ خدمت ہیں: 1 حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں بنا کر دریا میں ڈال دیتے۔ ایک بڑھیا جس کے چھوٹے چھوٹے پانچ یتیم بچے تھے وہ ان ٹوکریوں کو دریا سے نکال کر انہیں بیچ کر اپنے بچوں پر خرچ کرتی۔ آپ کئی سال تک اس غریب بڑھیا اور اس کے یتیم بچوں کی پرورش کرتے رہے۔[10] 2 ایک بچے نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہ علیہ کے بیٹے کو مارا۔ لوگ اس بچے کو پکڑ کر ان کی زوجہ حضرت فاطمہ بنتِ عبد الملک رحمۃُ اللہ علیہا کے پاس لے گئے۔ خلیفۂ وقت حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ دوسرے کمرے میں تھے۔ شور سُنا تو کمرے سے باہر تشریف لائے۔ اسی دوران ایک عورت آئی اور کہنے لگی: یہ میرا بچہ ہے اور یتیم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: اس یتیم کو وظیفہ ملتا ہے؟ عرض کی نہیں۔ خادم سے فرمایا: اس کا نام وظیفہ پانے والے بچوں میں لکھ لو۔[11] جاری ہے۔۔۔۔

---

1 جامع صغیر، ص180، حدیث: 3002 2 فیض القدیر، 3/203، تحت الحدیث: 3002 3 فیض القدیر، 3/203، تحت الحدیث: 3002 4 تکملہ البحر الرائق، 9/293 5 مسلم، ص1592، حدیث: 2983 6 المتجر الرابح، ص722، تحت الحدیث: 1498 ماخوذاً 7 ابنِ ماجہ، 4/193، حدیث: 3679 8 جنتی زیور، ص488 9 شرح الزرقانی علی المواہب، 3/356 10 عیون الحکایات، ص208 ماخوذاً 11 سیرت ابنِ جوزی، ص207 ملخصاً

آخرت پر ایمان

بنت فیاض عطاریہ مدنیہ
ناظم آباد کراچی

اللہ پاک لوگوں کو قیامت والے دن دوبارہ زندہ فرمائے گا، پھر ان کے اعمال کا محاسبہ ہو گا اور انہیں اچھے برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، یہاں تک کہ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں اپنے اپنے ٹھکانوں میں چلے جائیں گے۔ یہ سب (یعنی مرنا، قیامت کے دن زندہ ہونا، حشر بپا ہونا، اعمال کا محاسبہ اور جنت و دوزخ وغیرہ) ایسی باتیں ہیں جن پر ایمان لانا لازم و ضروری ہے اور ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کفر ہے۔

آخرت پر مضبوط اعتقاد ہی ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل کی ترغیب دلاتا ہے، کیونکہ اسی عقیدے کی وجہ سے ماہِ رمضان میں بھوکا پیاسا رہا جاتا ہے، سخت سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھی جاتی ہے اور قدرت و اختیار کے باوجود ایسی بہت سی چیزوں سے باز رہا جاتا ہے جنہیں شریعت نے ممنوع قرار دیا ہے، ان ساری مشقتوں اور تکلیفوں کا سبب یہ دو باتیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں: (1) عذاب کا ڈر (2) دائمی نعمتوں کا تصوُّر۔ چنانچہ آخرت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس کا انکار صرف ایسے دنیادار لوگ ہی کرتے ہیں جن کا ایمان اللہ پاک کی ذات پر پختہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ اس دنیاوی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیائے کرام نے جہاں اللہ پاک کو واحد جان کر اس کی عبادت بجالانے کی تعلیم دی تو وہیں آخرت پر ایمان و یقین کا لازمی درس بھی دیا۔

قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر عقیدۂ آخرت کو بیان کیا گیا ہے، مثلاً سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات میں ہی متقین کے اوصاف میں یہ بیان فرمایا گیا کہ وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ جبکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے متعلق مختلف مقامات پر جو کچھ ارشاد ہوا، وہ کچھ یوں ہے: ٭ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ (پ14، النحل:22) ترجمہ: ان کے دل منکر ہیں اور وہ متکبر ہیں۔ ٭ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ (پ18، المؤمنون:74) ترجمہ: وہ ضرور سیدھی راہ سے کترائے ہوئے ہیں۔ ٭ فِی الْعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ﴿۸﴾ (پ22، سبا:8) ترجمہ: وہ عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔ ٭ زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَ هُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۵﴾ (پ19، النمل: 4تا5) ترجمہ: ہم نے انکے برے اعمال انکی نگاہ میں خوشنما بنادیئے ہیں تو وہ بھٹک رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے برا عذاب ہے اور یہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ ٭ وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ (پ24، الزمر: 45) ترجمہ: اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے دل متنفر ہو جاتے ہیں۔ ٭ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۰﴾ (پ15، بنی اسرآءیل:10) ترجمہ: ہم نے ان کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ عقیدہ آخرت کے ساتھ چونکہ موت اور اس کے بعد کی زندگی یعنی قیامت وغیرہ کا ذکر بھی ضروری ہے، لہٰذا ان شاء اللہ آئندہ چند قسطوں میں عقیدہ آخرت سے متعلق باتیں ذکر کی جائیں گی۔ اللہ کریم ہمیں آخرت پر پختہ عقیدہ رکھنے اور آخرت میں کام آنے والے اعمال بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

رسولِ کریم کے والد ماجد

قسط دوم

حضرت عبد اللہ کی حضرت آمنہ سے شادی دیگر عورتوں کے لئے بہت گراں ثابت ہوئی۔ جیسا کہ امام زرقانی رحمۃُ اللہِ علیہ نے حضرت عباس رضی اللہُ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ شادی ہوئی تو بنی مخزوم و بنی مناف کی تقریباً 200 عورتیں ایسی تھیں جنہوں نے حضرت عبد اللہ سے شادی نہ ہونے کے غم میں زندگی بھر شادی نہ کی، جبکہ جس رات شادی ہوئی وہ رات تمام قریشی عورتوں پر اتنی گراں تھی کہ یہ سعادت نہ ملنے پر وہ سب بیمار ہو گئیں۔[1] اور ایسا کیوں نہ ہوتا! حضرت عبد اللہ تھے ہی اتنے حسین و جمیل، بلکہ حسن میں مماثلت کی بنا پر آپ کو وادیِ بطحا کا یوسف کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ آپ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے زیادہ عفیف، حسین اور قریش کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔[2] چنانچہ آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میرے بھائی حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے تو ان کے چہرے پر نور ایسے چمکتا تھا جیسے سورج کا نور ہو۔[3] ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ کے رخِ زیبا میں چمکتے ہوئے ستارے کی طرح نور نظر آتا تھا۔[4] ایک روایت میں ہے کہ آپ قریش میں سب سے زیادہ حسنِ اخلاق والے اور خوبصورت تھے، کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا نور آپ کے چہرے میں نظر آتا تھا۔[5] تاریخ خمیس میں ہے کہ حضرت عبد اللہ قریش میں سب سے زیادہ حسین و جمیل تھے، یہاں تک کہ قریش کی ہر عورت آپ پر فدا تھی، قریب تھا کہ وہ ان کی محبت میں اپنے ہوش کھو بیٹھتیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کو تقریباً ویسے ہی حالات کا سامنا کرنا پڑا جن کا سامنا حضرت یوسف علیہ السّلام کو اپنے زمانے کی عورتوں کی طرف سے کرنا پڑا تھا۔[6] کیونکہ جب حضرت عبد اللہ کے حسن و جمال کا شہرہ عام ہوا، مزید آپ کے ذبح و فدیہ والا واقعہ بھی آپ کی شہرت کا باعث ہوا تو قریش کی عورتیں ان کے جمال و وصال کی طالب بن کر سرِ راہ کھڑی ہو جاتیں اور انہیں اپنی طرف بلاتیں مگر اللہ پاک نے انہیں محفوظ رکھا۔[7] چنانچہ اس کی ایک مثال پیشِ خدمت ہے:

جب حضرت عبد اللہ اپنے والد ماجد کے ساتھ نکاح کی غرض سے جا رہے تھے تو راستے میں ورقہ بن نوفل کی بہن کعبہ شریف کے پاس کھڑی ہوئی ملی، اس نے جب آپ کے چہرۂ مبارک پر چمکتے نور کو دیکھا تو اس نور کو پانے کے لئے آپ کو ورغلاتے ہوئے یہ پیش کش کی: جو 100 اونٹ آپ کے بدلے قربان کئے گئے ہیں وہ میں آپ کو دیدوں گی بس کچھ وقت مجھے دے دیجئے۔ مگر آپ شرم و حیا کی وجہ سے وہاں سے چلے گئے، دوسرے دن جب وہاں سے گزرے تو اسی عورت کو دیکھ کر فرمانے لگے: کیا کل والی آفر آج بھی موجود ہے؟ (کیونکہ آپ بھی اپنی پیشانی کے نور کی عظمت کو بخوبی جانتے تھے، لہٰذا جب بی بی آمنہ اس نور کی امین بن گئیں تو آپ نے ازراہِ تمسخر اس عورت سے یہ بات کہی) تو وہ بولی: آج مجھے آپ کی کوئی حاجت نہیں، کیونکہ کل شام جو نور آپ کی پیشانی میں جلوہ گر تھا وہ آج موجود نہیں۔[8] ایک روایت میں اسی طرح کا ایک واقعہ امام طبری نے قبیلہ خثعم کی فاطمہ نامی ایک ایسی کاہنہ عورت کے متعلق بھی ذکر کیا ہے جو آسمانی کتب کا علم رکھتی تھی۔ چنانچہ جب

آپ اس کے پاس سے گزرے اور اس نے آپ کے چہرۂ مبارک پر چمکتے نور کو دیکھا تو اس نے بھی آپ کو مال کے بدلے ورغلانے کی کوشش کی مگر آپ نے یہ جواب دیا: حرام کے ارتکاب سے موت بہتر ہے اور یہ فعل حلال بھی نہیں تو پھر جو تم چاہتی ہو وہ کیسے ہو سکتا ہے؟ بہر حال آپ یہ فرما کر چلے گئے اور پھر حضرت آمنہ سے شادی کے تین دن بعد ادھر سے گزرے تو اسی عورت کو دیکھ کر پوچھا کہ کیا اب بھی تمہاری آفر برقرار ہے؟ تو وہ بولی: میں کوئی بدکار عورت نہیں، بلکہ میں نے تو آپ کی پیشانی میں چمکتے نور کر دیکھ کر یہ خواہش کی تھی کہ اے کاش وہ نور مجھے حاصل ہو جاتا، مگر اللہ پاک کو یہ منظور نہ تھا کہ یہ سعادت مجھے نصیب ہو، اس نے جسے چاہا اسے عطا فرما دیا۔ پھر اس نے چند اشعار کہے جن کا مفہوم کچھ یوں ہے: میں نے دیکھا کہ اگرچہ بادل کا ٹکڑا ایک ہے مگر اس میں بجلی کی چمک نے جہاں بھر کے تمام بادلوں کو روشن کر دیا، پھر ان بادلوں کی روشنی نے چودھویں کے چاند کی طرح ارد گرد کی ہر شے کو منور کر دیا۔ میں تو بس وہی نور پانا چاہتی تھی تاکہ اس پر فخر کر سکوں، مگر ضروری نہیں کہ چقماق پتھر سے ہر ایک آگ جلانے میں کامیاب ہو جائے۔ بخدا! آپ کو معلوم ہی نہیں کہ بنی زہرہ کی اس خاتون نے آپ سے کیا چیز لے لی ہے، اے بنی ہاشم! تمہارے بھائی عبد اللہ کے چہرے سے چمکتے نور کو آمنہ بی بی نے تنہائی کے چند لمحات میں اپنے اندر جذب کر لیا ہے جیسے چراغ کی بتی تیل چوس کر اس کی روشنی کو ختم کر دیتی ہے۔ انسان کو حاصل ہونے والی نعمتیں ضروری نہیں کہ اس کی دانائی و کوشش سے حاصل ہوں اور نہ یہ ضروری ہے کہ جن نعمتوں سے وہ محروم ہے اس کا سبب اس کی غفلت و سستی ہی ہو۔ لہٰذا جب تمہیں کچھ چاہئے ہو تو اس کی چاہت میں سستی کا مظاہرہ کرو نہ زیادہ تیزی کا، بلکہ میانہ روی اختیار کرو، کیونکہ خوش بختی و بد بختی دونوں آپس میں باہم دست و گریبان ہیں، اگر بد بختی غالب آ گئی تو ناکام ٹھہرو گے اور اگر خوش بختی کو غلبہ مل گیا تو پھر تمہارا ہر بگڑا کام بھی سنور جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بی بی آمنہ نے حضرت عبد اللہ کے چہرے کا نور پا لیا تو گویا انہیں ایک ایسا فخر حاصل ہو گیا جس میں ان کا دنیا میں کوئی ثانی نہیں۔[9]

حضرت عبد اللہ کی برکات و عجائبات: آپ کے ساتھ کئی عجائبات بھی پیش آئے جو آپ نے اپنے والد حضرت عبد المطلب سے بھی ذکر کئے۔ مثلاً ایک مرتبہ آپ نے ان سے عرض کی: جب بھی میں وادی بطحا اور کوہِ ثبیر کی طرف جاتا ہوں تو میری پیٹھ سے دو حصوں میں منقسم ایک نور نکلتا ہے، ایک حصہ مشرق اور دوسرا مغرب کی طرف جاتا ہے، پھر یہ نور بادل کی طرح میرے سر پر جمع ہو جاتا ہے، پھر آسمان کے دروازے کھلتے ہیں، وہ آسمان میں داخل ہوتا اور پھر وہاں سے نکل کر دوبارہ میری پشت میں سما جاتا ہے۔ اسی طرح جب میں زمین پر بیٹھتا ہوں تو زمین سے آواز آتی ہے: آپ کی پشت میں محمد عربی کا نور ہے، آپ پر سلام ہو۔ جب میں کسی خشک درخت کے نیچے بیٹھتا ہوں تو وہ ترو تازہ ہو جاتا ہے اور اس کی ٹہنیاں مجھ پر جھک جاتی ہیں، پھر میرے وہاں سے جانے کے بعد اس کی حالت پہلے جیسی ہو جاتی ہے۔ یہ سب سن کر حضرت عبد المطلب نے فرمایا: اے میرے نیک بخت بیٹے! مجھے امید ہے کہ اللہ پاک تمہاری ذات سے ایک بابرکت بچہ پیدا کرے گا، کیونکہ میں نے اس سے پہلے ایسی کئی باتیں دیکھی ہیں اور خوابوں میں بھی مجھے بشارتیں دی گئی ہیں۔[10]

وفات: آخر حضور کے انتہائی بہادر اور بہترین تیر انداز والد گرامی[11] 25 سال کی عمر میں مدینۂ منورہ میں بیمار ہونے کے بعد دارِ بقا کو کوچ فرما گئے اور وہیں تدفین بھی ہوئی۔[12]

---

1 شرح زرقانی، 1/193 2 سیرت حلبیہ، 1/48 3 سیرت حلبیہ، 1/58 4 سیرت حلبیہ، 1/58 5 سیرت حلبیہ، 1/48 6 تاریخ الخمیس، 1/331 7 مدارج النبوۃ، 2/26 مترجم 8 تاریخ طبری، 2/243 دار المعارف بمصر 9 تاریخ طبری، 2/244 دار المعارف بمصر 10 تاریخ الخمیس، 1/331 11 مدارج النبوۃ، 2/24 مترجم 12 المنتظم، 2/244 ماخوذاً

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی برکت و بہار

ذبیح اللہ حضرت اسماعیل حضرت ابراہیم علیہما السلام کے پہلے بیٹے اور جلیل القدر نبی ہیں، اللہ پاک نے آپ کو بے حد خوبیوں اور برکتوں سے نوازا تھا بلکہ آپ کا گھرانہ ہی ایسا بابرکت تھا کہ جس سے لوگ فیض پاتے، آپ کی برکات میں سے ایک عظیم الشان اور اہم برکت زم زم شریف کا کنواں ہے جس کا پانی آپ کے بابرکت قدموں سے جاری ہوا اس کا مختصر واقعہ کچھ یوں ہے کہ اللہ پاک نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ رحمۃ اللہ علیہا کو عرب کی بے آب و گیاہ اور پتھریلی زمین پر چھوڑ آئیں، بظاہر تو یہ بہت سخت حکم تھا مگر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ربِّ کریم کے حکم پر اپنے شیر خوار بیٹے اور حضرت ہاجرہ کو صحرائے عرب میں تنہا چھوڑ کر واپس آنے لگے تو حضرت ہاجرہ نے آپ سے عرض کی: آپ ہمیں کہاں چھوڑ کر جارہے ہیں؟ آپ نے کوئی جواب نہ دیا، جب حضرت ہاجرہ رحمۃ اللہ علیہا نے دوبارہ عرض کی: کیا آپ کو اللہ پاک نے اس کا حکم دیا ہے؟ اور آپ نے اثبات میں جواب دیا تو حضرت ہاجرہ بولیں: اگر ایسی بات ہے تو ہمارا رب ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔[1]

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چند کھجوریں اور پانی کا مشکیزہ حضرت ہاجرہ کے پاس چھوڑا اور خود واپس چلے گئے۔ آخر کار پانی اور کھجوریں ختم ہو گئیں اور تپتے صحرا کی گرمی، تپش اور بھوک و پیاس کا احساس ہونے لگا، حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی بھوک و پیاس کی وجہ سے رونے لگے، حضرت ہاجرہ ان کیلئے پانی کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑیں، آپ پریشانی کے عالم میں کبھی صفا پہاڑی کی طرف دوڑتیں اور کبھی مروہ پہاڑی کی طرف اور کبھی آکر اپنے بچے کو دیکھ لیتیں اور پھر دوبارہ کبھی صفا کے اوپر پانی کی تلاش میں دوڑتیں اور کبھی مروہ کے اوپر، اس طرح انہوں نے دونوں پہاڑیوں پر 7 چکر لگائے، پھر جب آپ مروہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف آئیں تو ان کے قدم مبارک سے اس خشک زمین میں ایک چشمہ (زمزم) نمودار ہوا۔[2] ایک قول کے مطابق یہ چشمہ حضرت جبریل علیہ السلام کی ٹھوکر سے جاری ہوا۔[3] بہرحال یہ سارا منظر دیکھ کر حضرت ہاجرہ رحمۃ اللہ علیہا بہت خوش ہوئیں اور پانی کے قریب پہنچ کر آپ نے فرمایا: زم زم۔ یعنی رک جا، رک جا۔ پھر جلدی سے پانی کے گرد ڈھیری بنالی تا کہ پانی رک جائے اور بہہ نہ جائے۔ اس طرح ربِ کریم نے حضرت اسماعیل کے واسطے پانی کا انتظام کیا اور اس واقعہ کے بعد عرب کی وہ خشک سرزمین آباد ہونا شروع ہوئی۔[4] گویا کہ زم زم کا کنواں حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ کے شیر خوار بیٹے کی پیاس بجھانے کے لئے معجزانہ طور پر ربِّ کریم نے مکہ مکرمہ کے پتھریلے اور چٹیل صحرا میں جاری کیا، جو کہ آج تک جاری ہے۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ پاک حضرت اسماعیل کی ماں پر رحم فرمائے، اگر وہ زم زم کو یوں ہی چھوڑ دیتیں یا فرمایا اگر وہ چلو میں پانی نہ لیتیں تو وہ بہتا ہوا چشمہ بن جاتا۔[5]

---

(1) بخاری، 2/424، حدیث: 3364 (2) تفسیر صراط الجنان، 5/188 و تفسیر خازن، 3/87 (3) تفسیر قرطبی، 2/196 (4) سیرت الانبیاء، ص 350 ملخصاً (5) بخاری، 2/423، حدیث: 3362

شرح سلامِ رضا

بنت اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤالدین

(17)

ماہِ لاہُوتِ خَلْوَت پہ لاکھوں دُرود
شاہِ ناسُوتِ جَلْوَت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: ماہ: چاند۔ لاہوت: مقام فنا فی اللہ، عالمِ باطن۔ ناسوت: دنیا، جہاں، کائنات۔

مفہومِ شعر: مقامِ فنا فی اللہ کی خلوتوں کے ماہِ کامل پہ لاکھوں درود اور اس جہاں کی جلوتوں کے بادشاہ پہ لاکھوں سلام۔

شرح: ماہِ لاہوتِ خلوت: اس سے مُراد حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہیں، یعنی ابھی کائنات کی ہر چیز پوشیدہ تھی اور کسی چیز کو اللہ پاک نے ظاہر نہیں فرمایا تھا، تب اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور پھر جہاں چاہا اس نور کو رکھا۔ یا پھر مقامِ لاہوت سے مراد وہ مقام ہے کہ معراج کی رات جب محبوب و محب کے علاوہ کوئی تیسرا نہ تھا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے معراج کی رات عرش و کرسی اور جنت و دوزخ کی سیر فرمائی، مگر سدرۃُ المنتہیٰ پر پہنچ کر جب حضرت جبریل علیہ السلام رک گئے تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے استفسار پر انہوں نے عرض کی: اگر میں آگے بڑھا تو نور کی وجہ سے جل جاؤں گا۔[1] بلاشبہ اس مقامِ لاہوت پر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا جلوہ افروز ہونا اور دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونا یہ صرف آپ ہی کا خاصا ہے۔ شاہِ ناسوت جلوت: اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو تمام جہانوں کی بادشاہی عطا فرمائی۔ جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ کے نائبِ مطلق ہیں، تمام جہان، حضور کے تحتِ تصرف (یعنی اختیار) میں کر دیا گیا، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں، تمام جہان میں انکے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہان ان کے حکم کا پابند ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں، تمام آدمیوں کے مالک ہیں، جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنت سے محروم رہے، تمام زمین ان کی ملک ہے، تمام جنت ان کی جاگیر ہے، آسمان و زمین کی سلطنتیں حضور کے زیرِ فرمان، جنت و نار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دیدی گئیں، رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں، دنیا و آخرت حضور کی عطا کا ایک حصہ ہے، شریعت کے احکام حضور کے قبضے میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کیلئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔[2]

(18)

کَنز ہر بے کَس و بے نَوا پر دُرود
حِرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: حرز: پناہ گاہ۔ رفتہ طاقت: طاقت کھو دینے والا۔ مفہومِ شعر: ہر بے بس، مجبور و لاچار اور غریب کو سہارا دینے والے آقا پر درود اور اپنی طاقت کھو دینے والے ہر کمزور کو پناہ دینے والے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر لاکھوں سلام۔

شرح: کبھی بھی ایسا نہ ہوا کہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے مدد مانگی اور آپ نے مدد نہ کی ہو، بلاشبہ حضور دنیا و آخرت میں بے سہاروں اور گناہ گاروں کا سہارا ہیں۔ قیامت کے ہولناک دن جب اور کوئی سہارا نہ ہو گا، لوگ سخت

پریشان ہوں گے اور جس نبی کے پاس مدد کے لئے جائیں گے جواب ملے گا: اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِی کسی اور کے پاس جاؤ! پھر جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں التجا لے کر جائیں گے تو آپ رد نہیں فرمائیں گے بلکہ اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا فرما کر گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔[3]

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِی | مرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہو گا

(19)

پَرتَوِ اِسمِ ذاتِ اَحد پر دُرود
نُسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: پرتو: عکس، سایہ۔ نسخہ: کتاب۔

مفہومِ شعر: اس ہستی پہ درود اور لاکھوں سلام جو اللہ پاک کے اسمِ ذات کا عکس اور اللہ پاک کے اوصاف کا کامل مظہر ہے۔

شرح: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ذاتی نام اگرچہ محمد اور احمد ہیں، مگر اللہ پاک نے آپ کو دیگر ناموں کے علاوہ کچھ ایسے ناموں سے بھی متصف فرمایا جو اللہ پاک کے نام بھی ہیں۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (پ6، المآئدۃ:15) ترجمہ: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آگیا۔ ایک مقام پر ہے: قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ (پ11، یونس:108) ترجمہ: تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا۔ پہلی آیت میں نور[4] اور دوسری میں حق سے مراد حضور ہیں۔[5] جبکہ یہ دونوں اللہ پاک کے نام ہیں۔ اسی طرح حضور اپنی صفات میں بھی صفاتِ الٰہی کا مظہر ہیں، البتہ! ان اسماء و صفات کا وہ حقیقی معنٰی مراد نہیں ہوتا جو اللہ پاک کے شایانِ شان ہے، بلکہ اس سے یہاں وہی مفہوم مراد ہو گا جو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے شایانِ شان ہے۔[6] حدیثِ قدسی میں ہے: میں نے اپنی ذات کے فیض سے بلا واسطہ ایک ایسی ہستی کو بنایا جو میرے تمام اسما و صفات کی اپنی شان کے لائق جامع ہے۔[7]

محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزت کا
نظر آتا ہے اِس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

(20)

مطلعِ ہر سعادت پہ اَسْعَد دُرود
مقطعِ ہر سِیادت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: مطلع: آغاز۔ مقطع: انتہا۔ **مفہومِ شعر:** اس ذات پہ ارفع و اعلیٰ درود جو تمام بھلائیوں کی اصل ہے اور اس ہستی پہ لاکھوں سلام جو ہر بزرگی و سرداری کی انتہا ہے۔

شرح: مطلعِ ہر سعادت: حضور تمام بھلائیوں کے منبع ہیں۔ آپ حلم و عفو، رحم و کرم، عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار و قربانی، مہمان نوازی، شجاعت و بہادری، ایفائے عہد، حسنِ معاملہ، صبر و قناعت، نرم گوئی، خوش روئی، ملنساری، مساوات، سادگی، عاجزی و انکساری اور حیاداری کے اس بلند منصب پر فائز ہیں کہ جہاں تک کسی اور کی رسائی تک ممکن نہیں۔

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

مقطعِ ہر سیادت: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اللہ پاک نے دو جہاں کی سرداری سے نوازا۔ آپ نہ صرف انسانوں کے سردار ہیں، بلکہ نباتات و جمادات اور حیوانات و جنات پہ بھی آپ کی حکومت ہے۔ آپ کے اشارے سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا، درختوں کا آپ کے حکم پہ چل کر آپ کے پاس آنا اور کنکروں کا گواہی دینا سب آپ کی ارفع و اعلیٰ سیادت کی مثالیں ہیں۔ ایک حدیثِ پاک میں ہے: میں دنیا و آخرت میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔[8]

اِصالتِ کُل اِمامتِ کُل سِیادتِ کُل اِمارتِ کُل
حکومتِ کُل وِلایتِ کُل خدا کے یہاں تمہارے لیے

---

1 المواہب اللدنیہ، 2/381 2 بہار شریعت، حصہ: 1، 1/79تا85 3 مسند ابی داود طیالیسی، ص354، حدیث: 2711 ماخوذاً 4 تفسیر خازن، 1/477 5 مدارج النبوۃ، 2/613 6 شرحِ سلامِ رضا، ص164 7 جواہر البحار، 4/239 8 دلائل النبوۃ لابی نعیم اصبہانی، ص32، حدیث: 25

ملفوظاتِ امیر اہلسنت

(1) کیا عورت کے لیے دل کا پردہ کافی ہے؟

سُوال: کیا ایک خاتون کے لیے دل کا پردہ کافی نہیں؟ (یوٹیوب کے ذریعے سُوال)

جواب: دل کا بُرقع یا دوپٹا کبھی دیکھا نہیں کہ کس طرح کا ہوتا ہے! یہ سب شیطانی حرکات ہیں۔ خاتون اپنے بدن پر بھی تو کپڑے پہنتی ہے یا وہ بھی مَعاذَ اللہ دل پر ہی پہنتی ہے۔ بدن ظاہر ہے اس لیے بدن ہی کو چھپانا ہوگا اور جب چھپانا ہی ہے تو ادھورا کیوں چھپایا جائے پورا ہی چھپانا چاہیے کہ شریعت نے اسی کا حکم دیا ہے بلکہ قرآنِ کریم میں تو چادر تک کا تذکرہ موجود ہے اور ظاہر ہے چادر دل پر نہیں اوڑھی جاتی۔

(اس موقع پر امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العالیَہ کے کہنے پر مفتی صاحب نے ان آیاتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّؕ (پ22، الاحزاب:59) ترجمۂ کنزالایمان: اے نبی! اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے مُنہ پر ڈالے رہیں۔ ایک اور جگہ اِرشاد فرمایا: وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى (پ22، الاحزاب:33) ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔

(امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ العالیَہ نے فرمایا:) ان آیات میں دِل کے پردے کا تذکرہ کہاں ہے کہ دل کا پردہ کافی ہے؟ حقیقت میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے یہ سب عورتوں نے گھڑ لیا ہے۔ یہ مسئلہ یاد رکھیے! جس کو شریعت نے پردہ کہا ہے اگر اس کا انکار کرتے ہوئے کوئی کہے کہ دل کا پردہ کافی ہے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا، کیونکہ یہ کفر ہے۔ قرآنِ کریم میں تو چادر، اوڑھنی اور گھر میں ٹھہرے رہنے کا بیان ہے۔ یہ عورتیں کہتی ہیں کہ دل کا پردہ کافی ہے! کیا ایسا کہنے والی عورت دل پر پردہ ڈال کر اندھیری رات میں اکیلی گھومنے نکلے گی؟ کیا کوئی جوان عورت دل پر پردہ ڈال کر جنگل بیابان میں اکیلی بیٹھے گی؟ نہیں کبھی بھی کوئی عورت ایسا نہیں کرے گی، لہٰذا یہ سب شیطانی ہتھکنڈے ہیں۔ میری مدنی بیٹیاں ان چکروں میں نہ پڑیں۔ شریعت نے جن چیزوں کے چھپانے کا حکم دیا ہے اسی کو مانیں۔ نیز اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جو فرمایا ہے اسی پر ایمان لائیں۔ جو لوگ ضرورت سے زیادہ (دنیوی تعلیم) پڑھ لکھ جاتے ہیں وہ ایسی بک بک کرتے ہیں ان کی باتوں پر ہمارا ایمان نہیں ہے۔ یہ لیڈیز فرسٹ کی، مرد اور عورت کے شانہ بشانہ چلنے کی بات کرتے ہیں۔ کیا یہ اپنی ماں بہنوں کو مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کی ترغیب دے رہے ہیں؟ ان کی حیا کہاں چلی گئی؟ خدارا! اس طرح کی باتوں میں نہ پڑیں اور اپنا یہ ذہن بنائیں کہ اللہ پاک اور اس کے رسول صلی

اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جو فرمایا ہے ہمیں اسی کو ماننا ہے وہی درست ہے اور اسی میں حقیقی نجات ہے۔[1]

(2) عورت کے لیے عدت کے عِلاوہ بھی پردے کا حکم ہے

سوال: عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو کیا وہ اپنے دیور، جیٹھ یا چچازاد، ماموں زاد بھائی اور جو نامحرم رشتے دار ہیں ان سے بات کرسکتی ہے؟ (افریقہ سے سُوال)

جواب: جن جن کا نام لیا گیا ہے شریعت نے عدت کے علاوہ بھی ان سے پردہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ البتہ ضرورتاً نامحرم سے بات کرنے کی اِجازت ہے مثلاً دیور مفتی ہے تو اس سے عدت سے متعلق مسئلہ دریافت کرسکتی ہے۔ بشرطیکہ سوال کرنے کا لہجہ لوچ دار نہ ہو ورنہ مسائل ہوں گے۔[2]

(3) عورت قبرستان میں دفن ہوسکتی ہے تو جا کیوں نہیں سکتی؟

سوال: جب ہم گھر کی عورتوں کو قبرستان جانے سے منع کرتے ہیں تو وہ کہتی ہیں: اگر ہمیں قبرستان جانے سے منع کرتے ہو تو مرنے کے بعد قبرستان میں دفن کیوں کرتے ہو؟ اس بارے میں راہ نمائی فرمادیجئے۔

جواب: عورتوں کا قبرستان میں دفن ہونا اور چیز ہے اور زندگی میں قبرستان جانا اور چیز ہے، لہٰذا ان کی یہ بات قابلِ قبول نہیں ہے جیسا کہ غیر مردوں میں عورتوں کو جانے سے شریعت نے منع کیا ہے کہ بے پردہ نہ جائیں، ان کے ساتھ نہ بیٹھیں، ان کے ساتھ ہنس کر بات چیت نہ کریں اور بے تکلف نہ بنیں، لیکن جب قبرستان میں عورت دفن ہوتی ہے تو مرد وہاں جاتے ہیں اور جنازہ بھی اُٹھاتے ہیں۔ اب اگر کوئی عورت بولے کہ ہمیں زندگی میں غیر مردوں کے ملنے جلنے سے کیوں منع کرتے ہو؟ مرنے کے بعد یہی غیر مرد ہمارے جنازے کو کندھا دیں گے، ظاہر ہے کہ اس عورت کی یہ بات قبول نہیں کی جائے گی۔ بہرحال شریعت نے جو احکام دیئے ہیں ہمیں انہیں پر عمل کرنا ہے۔[3]

(4) عورتوں کا پردے کے ساتھ قبرستان جانا کیسا؟

سُوال: کیا عورتیں پردہ کرکے قبرستان جاسکتی ہیں؟

جواب: عورتوں کا قبرستان جانا منع ہے۔ باقی جہاں جانے کی انہیں شرعاً اِجازت ہے تو وہاں پردہ کرکے ہی جانا ہو گا۔ قبرستان میں پَردے کے ساتھ بھی نہیں جاسکتیں۔[4][5]

(5) لے پالک کا پالنے والی کے بھائیوں سے پردہ

سُوال: میرے بچوں کی امی کو ان کے ماموں نے پالنے کے لیے لیا تھا۔ ماموں کی کوئی اولاد نہیں ہے اور وہ میرے بچوں کی امی کے رضاعی ماں باپ بھی نہیں ہیں، کیا ماموں ممانی کے حقوق سگے ماں باپ کی طرح ہوں گے؟ نیز ممانی کے شادی شدہ بھائیوں سے پردے کا کیا حکم ہو گا؟

جواب: اگر ماموں نے پالا ہے تو وہ سگے ماں باپ کی جگہ پر نہیں آئیں گے۔ ممانی جبکہ رضاعی ماں نہیں ہے تو اس کے بھائیوں سے پردہ ضروری ہے اگرچہ بھانجی لے پالک ہو یا نہ ہو۔ یوں ہی اگر ماموں کی اولاد ہوتی تو اس لے پالک بھانجی کا ان سے بھی پردہ ہوتا۔[6]

(6) شادی سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنا کیسا؟

سُوال: اگر کسی شرعی پردہ کرنے والی اسلامی بہن کا غیروں میں رشتہ ہو جائے اور لڑکا ایک نظر دیکھنے کا کہے تو کیا کرنا چاہئے؟ (پیرس سے سوال)

جواب: جن کی شادی ہونی ہو وہ حدیث پر عمل کی نیت سے ایک دوسرے کو ایک بار دیکھ سکتے ہیں،[7] بشرطیکہ تنہائی میں نہ ہوں۔ جیسے لڑکی والوں نے کوئی دعوت کی ہو، وہاں لڑکا بھی چلا جائے، پھر لڑکی سب (محارم) کی موجودگی میں پانی یا شربت لے کر آئے اور لڑکا اسے دیکھ لے، یوں ہی لڑکی بھی دیکھ لے تو ایسا کرنے کی اجازت ہے۔[8]

---

❶ ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 2/127-129 ❷ ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 2/381 ❸ ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 2/216 ❹ فتاویٰ رضویہ، 9/537 ماخوذاً ❺ ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 2/282 ❻ ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 2/423 ❼ درمختار مع رد المحتار، 9/610 ❽ ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 3/331-330

عبادت کی حقیقی روح

ام میلاد باجی
نگران عالمی مجلس مشاورت دعوت اسلامی

اللہ پاک نے دنیا میں ہر چیز کو کسی نہ کسی مقصد کے تحت بنایا ہے۔ اسی طرح انسان کو بھی خاص مقصد کے تحت پیدا کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان صرف اللہ پاک کی عبادت کریں۔ چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ ترجمۂ کنز العرفان: اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔[1]

محبّتِ الٰہی: یاد رہے! عبادت کی حقیقی روح ہمیں اس وقت تک نصیب نہیں ہو سکتی جب تک ہمارے دل میں کامل محبتِ الٰہی، اس سے کامل امید اور اس کا کامل خوف نہ ہو اس لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم اللہ پاک سے محبت کو لازم کر لیں۔ کسی کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ سب مسلمان ہی اللہ پاک سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دُرست ہے لیکن اصل محبتِ الٰہی یہ ہے کہ اللہ پاک کو ماننے کے ساتھ ساتھ اللہ پاک کی بھی مانی جائے، اسی صورت میں ہمیں اللہ پاک کی رضا، خوشنودی اور عبادت کی حقیقی روح نصیب ہو گی، بلکہ جب ہم نماز میں ہوں تب بھی ہماری کامل توجہ اللہ پاک ہی کی طرف ہونی چاہئے، جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سب سے زیادہ (عبادت کا) بلند مرتبہ یہ ہے کہ اللہ پاک کی محبت اور اس بات پر پختہ ایمان ہو کہ حالتِ قیام میں یہ جو کچھ بھی کہتا ہے ہر ہر حرف کے ذریعے بارگاہِ الٰہی میں مناجات کر رہا ہے اور وہ اس پر آگاہ ہے۔ نیز جو خیالات دل میں آئیں ان کا بھی مشاہدہ کرے اور یقین رکھے یہ خطرات اللہ پاک کی طرف سے اسے خطاب ہیں۔ کیونکہ جب کوئی اللہ پاک سے محبت کرے گا تو وہ لازمی طور پر اس کے ساتھ خلوت کو بھی پسند کرے گا اور اس سے مناجات کرنے کی لذّت پائے گا اور حبیب کے ساتھ مناجات کرنے کی لذّت زیادہ دیر قیام کرنے پر اُبھارے گی۔[2]

دُعا: حدیثِ پاک میں دُعا کو بھی عبادت کی رُوح قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے: دُعا عبادت کا مغز ہے، یعنی اس کے ذریعے عبادت قوی ہوتی ہے، کیونکہ دُعا عبادت کی روح ہے۔[3]

اِخلاص و خشوع و خضوع: اسی طرح یاد رکھئے! عبادات میں چاشنی، لذّت اور اطمینان کی ایک صورت یہ ہے کہ اِخلاص کے ساتھ اور نہایت خشوع و خضوع سے عبادت کی جائے کیونکہ اِخلاص اور خشوع و خضوع بھی عبادت کی روح ہے، جیسا کہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبادت کوئی بھی ہو اُس میں اِخلاص نہایت ضَروری چیز ہے یعنی مَحض رِضائے الٰہی کے لیے عمل کرنا ضَروری ہے۔ دِکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالِاجماع حرام ہے، بلکہ حدیث میں رِیا کو شرکِ اصغر فرمایا۔[4] لہٰذا مسلمان خواتین کو چاہئے کہ ان تمام باتوں کو پیشِ نظر رکھیں اور اپنی زندگی سے ریاکاری اور دکھاوے کو نکال کر پھینک دیں ایسا نہیں کہ صرف مرد ہی ریاکاری کرتے ہیں بلکہ بہت سے معاملات میں یہ مرض خواتین میں بھی پایا جاتا ہے، مثلاً اپنی نیکیوں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات وغیرہ کو بڑھا چڑھا کر دوسروں کے سامنے بغیر ان کے پوچھے بلاوجہ بیان کرنا تاکہ واہ واہ اور لوگ تعریف کریں یہ عمل اللہ پاک کو سخت ناپسند ہے، اسی لئے ایسے لوگوں کی عزّت بھی خاک میں مل جاتی ہے۔

---

1 پ27، الذّٰریٰت: 56 2 احیاء العلوم، 1/ 1064 ملخصاً 3 التیسیر بشرح الجامع الصغیر، 2/ 11 4 بہارِ شریعت، 3/ 636 ملخصاً

نند کا کردار

بنتُ اللہ بخش عطاریہ
ہند

خاندان کو خوش رکھنے اور اس کا شیرازہ بکھرنے سے بچانے میں عورت کی مختلف حیثیتوں میں سے نند کا بھی بڑا عمل دخل ہے، اگر نند کا کردار مثبت رہے تو اپنے بھائی اور بھابھی کا گھر بچا سکتی ہے اور انہیں بہت سی گھریلو پریشانیوں سے آزاد رکھ سکتی ہے۔ چونکہ بھائی کی شادی کے بعد بہن کا واسطہ بھائی کی زوجہ یعنی اپنی بھابھی سے بھی رہتا ہے، لہٰذا اگر نند اور بھابھی میں اتفاق واِتّحاد اور اپنائیت قائم ہو جائے تو یہ رشتہ گھر کو امن کا گہوارہ بنانے میں معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے، اس کے برعکس اگر ان دونوں میں سے ہر ایک اپنی برتری جتانے کی ٹھان لے، ہر بات میں ایک دوسرے کی تردید کر کے اسے نیچا دکھانے کی کوشش کرے، ایک دوسرے کی عزّت اور حیثیت کا لحاظ نہ کرے تو گھر کا امن تہ و بالا ہو جاتا ہے۔ عام طور پر نند و بھاوج میں کشیدگی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بہن بھائی کا رشتہ بہت پیار بھرا ہوتا ہے، بہن اپنے بھائی کی لاڈلی ہوتی ہے، اس سے اپنی دلی خواہش پوری کرواتی اور اپنی ناز برداریاں کرواتی ہے، بھائی بھی جی جان سے اس پر شفقت کرتے ہوئے اس کی تمنّا پوری کر دیتا ہے۔ مگر جب بھائی کی شادی ہو جاتی ہے اور دُلہن کی صورت میں بھابھی گھر آتی ہے تو ایک طرف تو بھائی کی توجّہ اور اپنائیت کسی حد تک اپنی بیوی کی طرف بھی ہو جاتی ہے اور دوسری طرف اخراجات بھی بڑھ جاتے ہیں، شادی سے پہلے گھر والوں کے ساتھ جو رویّہ تھا اُس میں بھی فرق آ جاتا ہے جس کے نتیجے میں نند اپنی بھابھی کو اِن تمام باتوں کا ذِمّہ دار سمجھ کر بلاوجہ دل برداشتہ ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کے دل میں اپنی بھابھی سے نفرت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ بھابھی کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے لگتی ہے، اُس کی ہر بات کا اُلٹا مطلب نکالتی ہے، بات بات پر نکتہ چینی کرتی ہے، بھائی کو بھابھی کے خِلاف بھڑکانے کی کوشش کرتی ہے اور عموماً اپنی ماں کو بھی اپنے ساتھ شریک کر کے بھائی کی محبت میں ہی بھائی کا ہنستا بستا گھر اجاڑ دیتی یا بھائی اور بھابھی کے درمیان ناخوشگواری کی بنیاد ڈالتی یا پھر گھر کا اچھا خاصا ماحول سوگوار بنا دیتی ہے۔ اگر خدانخواستہ نند منفی رویہ اختیار کئے ہوئے ہے تو اسے باز آکر سنجیدگی سے سوچنا چاہئے اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ بھابھی سے الجھنے جھگڑنے سے میرا ہی بھائی جس کی میں لاڈلی ہوں پریشان اور ذہنی دباؤ کا شکار ہو گا، گھر کے دیگر افراد بھی اَذِیّت و بے چینی کا شکار ہوں گے، یوں گھر کا سکون بھی برباد ہو گا۔ چنانچہ ایک نند کو اپنی بھابھی کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہئے کہ گھر امن کا گہوارہ ثابت ہو، اس کیلئے چند باتیں پیشِ خدمت ہیں:

- نند کو چاہئے کہ وہ بھابھی کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے اور ہمیشہ اُس کی طرف سے اپنا دل صاف رکھے۔
- اس کی عزّت کرے، خواہ وہ چھوٹی ہو یا اس سے بڑی۔
- اسے اپنی سہیلی بنالے۔
- اس کے دکھ درد کا احساس کرے اور اس کی پریشانیوں میں

اس کا ساتھ دے۔

※ اس کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کرے۔

※ اس کی خامیوں اور عیبوں پر نظر پڑے تو اسے اچھے طریقے سے سمجھائے یا پردہ پوشی کرے۔

※ بلاوجہ بھائی اور بھابھی کے باہمی معاملات میں مداخلت نہ کرے۔

※ بھابھی ہو یا کوئی اور کسی کی بھی غیبت نہ کرے۔

※ نند اگر شادی شدہ ہو اور اپنے میکے آئے تو بھابھی کے سونے جاگنے اور کام کاج وغیرہ پر نکتہ چینی نہ کرے۔

※ بھابھی پر حکمرانی نہ جتائے۔

※ اس کی والدہ اس کے سامنے اپنی بہو یعنی اس کی بھابھی کے متعلق شکایات کریں تو حکمتِ عملی سے معاملے کو سلجھانے کی کوشش کرے نہ کہ بھابھی کے خلاف والدہ کی باتیں سن کر انہیں مزید بھڑکائے اور جلتی پر گھی تیل کا کام کرے۔

بہر حال نَند اپنی بھابھی سے اچھا برتاؤ کرے گی تو اِن شاءَ اللہ بھابھی بھی اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آئے گی اور اللہ پاک کے فضل و کرم سے امید ہے کہ اُس کے اپنے سسرال میں اُس کی نندیں بھی اُس کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں گی۔ اگر خُدانخواستہ سسرال میں اس کے ساتھ اس کی ساس اور نندوں کا رویّہ اچھا نہیں تو وہ میکے میں اپنی بھابھی سے بدلہ لے نہ بدسُلوکی کرے، بلکہ سوچے کہ اگر وہ بھی اپنی نندوں کی طرح اپنی بھابھی سے برا سلوک کرے گی تو اس میں اور اس کی نندوں میں کیا فرق رہ جائے گا، اگر بطورِ نند وہ بری ہیں تو یہ بھی تو ویسا ہی سلوک کر کے بری بن رہی ہے۔ چنانچہ اسے چاہئے کہ حُسنِ اَخلاق کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھے اور کسی بھی صورت میں بھائی اور بھاوج کے رشتے کے لئے خطرہ نہ بنے۔ اللہ پاک ہم سب کو محبتوں کے رشتوں کو مضبوط بنائے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

بنت محمد شیر اعوان عطاریہ
بی ایڈ، ایم ایس سی اکنامکس گولڈ میڈلسٹ (میانوالی)

بچوں کی صحت مند نشوونما میں عورت کا کردار

بچے خاندان کا اہم ترین حصہ ہیں کہ انہی سے خاندان کی رونق و خوبصورتی وابستہ ہے اور آنے والے وقتوں میں خاندان کی عزت و آبرو، ترقی و انحطاط اور پہچان و بقا کا انحصار بھی انہی پر ہوتا ہے۔ بچوں کو پروان چڑھانا اور ان کی صحت مند نشوونما کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ اس سلسلے میں ماں کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ بچوں کی صحت مند نشوونما کے لئے دیگر احتیاطی تدابیر کے علاوہ درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا بھی مفید ہے:

❶ جسمانی نشوونما سے جس چیز کا بلاواسطہ تعلق ہوتا ہے وہ غذا و خوراک ہے جو بچپن سے بڑھاپے تک عمر کے ہر حصے میں مسلسل جاری رہتی ہے اور چونکہ ایک متوازن خوراک ہی بنیادی غذائی اجزا کا مجموعہ ہوتی ہے جو کہ صحت افزا نشوونما کے لئے بھی ضروری ہے اور بیماریوں کے خلاف جسمانی قوت مدافعت پیدا کرنے کی بھی صلاحیت رکھتی ہے، لہٰذا بچوں کیلئے ان کی عمر کے مطابق بنیادی غذائی اجزا پر مشتمل متوازن خوراک مثلاً دودھ، دہی، انڈہ، مچھلی، گوشت، سبزی، اناج اور گندم وغیرہ کا اہتمام رکھنا چاہئے اور انہیں مضر صحت غذاؤں سے بھی بچانے کی کوشش کرنی چاہئے کہ مضر صحت غذائیں

کولیسٹرول، دل کے امراض اور دیگر بیماریوں کا سبب بنتی ہیں۔ ❷ صحت افزا نشوونما کیلئے کھانے کے مناسب اوقات مقرر کرنا بھی ضروری ہے۔ ماں کو چاہئے کہ شروع سے ہی بچے کے صبح، دوپہر اور رات کے کھانے کے اوقات مقرر کر کے انہی اوقات میں بچے کو کھانا کھلائے۔ تاکہ بنیادی غذائی اجزا کی فراہمی مناسب وقفوں سے جاری رہے۔ ❸ وقت پر اچھی اور صحت مند خوراک کی فراہمی کے ساتھ ساتھ بچے کی بھوک کو فروغ دینے والی تدابیر بھی اختیار کرنی چاہئیں، اس کے لئے بچے کی پسند وناپسند کا خیال رکھنا، رجحان پیدا کرنے کیلئے اسے مختلف غذاؤں کی صحت افزا افادیت سے آگاہ کرنا، کھانے کا صاف ماحول مہیا کرنا اور دلچسپ و نفیس برتنوں میں سلیقے سے کھانا پیش کرنا وغیرہ مفید ہے۔ ❹ کھانے کے وقت والدین کو چاہئے کہ بچے کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں تاکہ وہ تنہا کھانے کی بے ذوقی اور اکتاہٹ میں مبتلا نہ ہو بلکہ مل کر کھانے کی وجہ سے اشتیاق کے ساتھ کھائے، نیز والدین کے سلیقے کو دیکھ کر لاشعوری طور پر کھانے کا سلیقہ بھی سیکھ سکے۔ ❺ کھانے کے دوران ادب و سلیقہ سکھانے کے لئے اسے جھڑکنے، ڈانٹنے یا ٹوکتے رہنے سے گریز کریں، البتہ اخلاقی و اسلامی آداب کی خلاف ورزی کریں تو تربیت کے عمدہ اصولوں کے مطابق محبت بھرے دوستانہ ماحول میں سمجھائیں، بہرحال اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ آپ کے بچے کو کشیدہ ماحول یا سراسیمہ حالت میں کھانا نہ کھانا پڑے ورنہ عمدہ سے عمدہ غذا بھی اس کے لئے صحت افزا ثابت نہ ہو سکے گی۔ ❻ مناسب اوقات میں بچے کو مختلف تفریحوں اور ایسے کھیلوں کے مواقع فراہم کریں جن سے بچے کو کچھ اچھا سیکھنے کو بھی ملے اور وہ اس کی ذہنی وجسمانی ورزش و توانائی کا ذریعہ بھی ثابت ہوں کہ کھیل کود سے بچے کی ذہنی وجسمانی نشوونما ہوتی ہے، بچے میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور ہار جانے کی صورت میں صبر و برداشت کا مادہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ ذہنی صلاحیت کو فروغ ملتا ہے، نیز تھکاوٹ دور ہوتی ہے۔ کھیل کا معمول پٹھوں اور ہڈیوں کو مضبوطی فراہم کرتا ہے۔ ❼ بچے کی صحت کیلئے صرف کھانے پینے کی صحت بخش چیزیں ہی کافی نہیں بلکہ اسے مضر صحت اشیا اور ماحولیاتی نقصان دہ جراثیم سے بچانا بھی بے حد ضروری ہے۔ ماں کو چاہئے کہ بچے کے لباس، جسم، کھلونے، استعمال کے برتن اور دیگر اشیا، اس کے اٹھنے بیٹھنے، سونے اور کھیلنے کی جگہوں کو پاکیزہ وصاف رکھے، ممکنہ صورت میں روزانہ نہانا اور صاف ستھرے عمدہ و نفیس کپڑے پہننا بچے کی عادت میں شامل کرے کہ اس کے سبب بچہ بچپن ہی سے نفیس حالات و عادات والا بنے گا۔ ❽ بچے کو ضرورت سے زیادہ نازک مزاج مت بنائیں، اس کی معمولی خراشوں اور چوٹوں کا مداوا ضرور کیجئے مگر انہیں اس قدر سنجیدہ نہ لیں کہ بچہ اسے بہت بڑی تکلیف سمجھنے لگے، ایسے موقعے پر اسے دلاسا دے کر دل بڑھائیں، نیز اس سے گھریلو چھوٹے چھوٹے کام بھی کروائیں اور یہ ذہن دیں کہ وہ اپنے اٹھنے بیٹھنے کی جگہوں، کھلونوں، کاپیوں اور کتابوں کی صفائی ستھرائی کا خود بھی خیال رکھے، صبح سویرے اٹھ کر اپنا بستر خود تہہ کرنے کی عادت بھی ڈلوایئے، اگرچہ اس میں خود بھی اس کا ہاتھ بٹا کر حوصلہ افزائی کریں۔ ❾ صحت مند نشوونما کے لئے بچوں کا مکمل آرام کرنا اور بھرپور نیند لینا بھی بہت ضروری ہے، کم خوابی اور بے آرامی بچوں ہی کے لئے نہیں بلکہ بڑوں کی ذہنی وجسمانی صحت کے لئے بھی نقصان دہ ہے، لہٰذا ماں کو چاہئے کہ بچے کے سونے اور آرام کرنے کا پورا خیال رکھتے ہوئے مناسب وقت مقرر کرے تاکہ بچہ اپنے وقت پر سونے اور اٹھنے کی عادت بنائے کیونکہ آرام مکمل نہ ہونے کی وجہ سے بچے کی ذہنی و جسمانی صحت پر منفی اثر پڑے گا۔ اعضا اور اعصاب تناؤ کا شکار ہوں گے، پڑھنے لکھنے، کھیلنے کودنے، کھانے پینے کسی چیز میں ان کا من نہیں لگے گا۔ اللہ پاک ہمیں اور ہماری نسلوں کو صحت کی نعمت عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دوسری زوجہ کا نام حضرت ہاجرہ رحمۃُ اللہِ علیہا ہے۔ آپ مصر کے ایک قبطی بادشاہ کی شہزادی تھیں، قبطی اصل میں حضرت حام بن نوح کی اولاد میں سے قبط بن مصر کی اولاد کو کہتے ہیں۔ (1)

حضرت ہاجرہ رحمۃُ اللہِ علیہا کو بلاشبہ تمام عربوں کی ماں ہونے کا بھی شرف حاصل ہے، جیسا کہ بخاری شریف کی ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ نے تمام اہل عرب کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے اہل عرب! حضرت ہاجرہ تمہاری ماں ہیں۔ (2) حضرت ہاجرہ رحمۃُ اللہِ علیہا کو اللہ پاک نے یہ سعادت عطا فرمائی کہ نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ان کی اولاد میں سے ہیں، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو مصر کی فتح کی خوش خبری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب تم مصر فتح کر لو تو ان لوگوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا کہ وہ میرے ددھیالی (بی بی ہاجرہ) اور سسرالی (بی بی ماریہ قبطیہ کے رشتے دار) ہیں۔ (3)

یاد رہے! انبیائے کرام علیہم السّلام کی شان و عظمت نہایت بلند و بالا ہوتی ہے، ان کے نام، جسم، قول، فعل، حرکات، سکنات کے ساتھ ساتھ ان کا خاندانی سلسلہ بھی سب سے اعلیٰ ہوتا ہے، چنانچہ حضرت ہاجرہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے متعلق بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بنا پر یہ خیال کیا کہ آپ لونڈی تھیں، لہٰذا اس کا رد کرتے ہوئے حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: لونڈی غلام وہ ہوتا ہے جو کفر و اسلام کی جنگ میں کافر مسلمانوں کے ہاتھ لگے اور مسلمان اسے غلام بنا لیں۔ اس زمانہ میں نہ کفر و اسلام کی جنگ ہوئی تھی نہ آپ کسی مسلمان کے ہاں گرفتار ہو کر لونڈی بنائی گئی تھیں، آپ شہزادی تھیں اس (ظالم بادشاہ ابن صادون) کے ہاں مظلومہ قیدی تھیں، آپ کی عصمت اللہ نے محفوظ رکھی تھی سارہ کی طرح کیونکہ سارہ حضرت اسحاق کی ماں بننے والی تھیں اور ہاجرہ حضرت اسماعیل کی والدہ، حضور محمد رسول اللہ کی دادی بننے والی تھیں، اللہ ان کی عصمت کا والی تھا۔ (4)

حضرت ابراہیم علیہ السّلام اللہ پاک سے یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ انہیں نیک و صالح اولاد عطا فرما، مگر اس دعا کی قبولیت میں تاخیر ہو گئی اور حضرت سارہ رحمۃُ اللہِ علیہا بھی عمر رسیدہ ہو گئیں تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے عرض کی: ہاجرہ ایک نیک بخت خاتون ہیں، ہو سکتا ہے ان سے اللہ پاک آپ کو اولادِ نرینہ عطا فرما دے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حضرت سارہ رحمۃُ اللہِ علیہا کی درخواست پر حضرت ہاجرہ رحمۃُ اللہِ علیہا کو اپنی زوجیّت میں قبول فرمایا اور پھر حضرت اسماعیل علیہ السّلام پیدا ہوئے۔ (5)

حضرت ہاجرہ کے اللہ پاک پر توکل و بھروسے کی دو مثالیں:

حضرت ہاجرہ رحمۃُ اللہِ علیہا کو چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی دادی جان بننے کا شرف حاصل ہونا تھا، لہٰذا صبر و شکر ہو یا جرات و استقامت آپ ہر اعلیٰ اخلاق و اوصاف کی حامل تھیں، ہمیشہ اپنے شوہر کی اطاعت گزار رہیں اور اسی طرح

رب کریم کی رضا کو ہمیشہ ترجیح دی۔ بلکہ اپنے رب کریم پر آپ کس قدر کامل بھروسا رکھتی تھیں، اس کے متعلق آپ کی حیاتِ طیبہ سے یہ دو مثالیں ہی کافی ہیں:

جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام اللہ پاک کے حکم پر حضرت ہاجرہ رحمۃُ اللہِ علیہا کو شیر خوار بچے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السّلام کے ساتھ عرب کی بے آب و گیاہ اور پتھریلی زمین پر چھوڑ کر واپس آنے لگے تو حضرت ہاجرہ رحمۃُ اللہِ علیہا نے آپ علیہ السّلام سے عرض کی: آپ ہمیں کہاں چھوڑ کر جارہے ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السّلام خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا، آخر حضرت ہاجرہ رحمۃُ اللہِ علیہا نے جب یہ عرض کی کہ کیا آپ کو اللہ پاک نے اس کا حکم دیا ہے؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اثبات میں جواب دیا، اس پر آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے عرض کی: اگر ایسی بات ہے تو ہمارا رب ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔[6] بلاشبہ آپ کا یہ جملہ اللہ پاک پر کامل توکل ویقین کی ایک اعلیٰ مثال تھا، کیونکہ آپ اللہ پاک کی رضا پر راضی رہیں اور قطعاً زبان پر کوئی شکایت نہ لائیں، پھر اللہ پاک نے بھی آپ کے اس یقین کی لاج رکھی اور جب آپ اس آزمائش پر پورا اتریں تو اللہ پاک نے آپ کے صفا و مروہ پر سات چکر لگانے کی اس ادا کو اتنا پسند فرمایا کہ اپنی لاریب کتاب میں ان دو پہاڑوں کے متعلق ارشاد فرمایا: اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىٕرِ اللّٰهِ (پ2، البقرۃ:158) ترجمہ کنز العرفان: بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ نیز حج میں سعی (یعنی صفا ومروہ کے 7 چکر) واجب ٹھہرا دیئے، یہاں تک کہ اس کے ترک کرنے سے دم دینا یعنی قربانی واجب ہو جاتی ہے۔[7]

دوسری مرتبہ اللہ پاک کے حکم سے جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام اپنے 7 سالہ بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو قربان کرنے کے لئے لے کر چلے تو شیطان نے کئی مرتبہ انہیں روکنے کی کوشش کی مگر ہر بار ناکام ہوا پھر حضرت ہاجرہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے پاس آیا اور جب انہیں بہکانے کی کوشش کرتے ہوئے یہ بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ان کے بیٹے اسماعیل کو ذبح کرنے کے لئے لے کر گئے ہیں تو آپ بولیں: کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرے؟ اس پر شیطان لعین کی زبان سے سچ نکلا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ایسا اپنے رب کے حکم پر کر رہے ہیں تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے کمال ہمت اور حوصلہ مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السّلام واقعی اللہ پاک کے حکم پر ایسا کر رہے ہیں تو وہ بہت اچھا کر رہے ہیں۔[8]

حضرت ہاجرہ کی چند خصوصیات:

٭ سب سے پہلے حضرت ہاجرہ کے کان چھیدے گئے اس کے بعد سے عورتوں میں یہ رواج ہو گیا۔[9]

٭ عورتوں میں سب سے پہلے مِنْطَق آپ نے باندھا۔[10] اس سے مراد وہ کپڑا ہے جو عرب کی عورتیں کام کاج کے وقت کمر میں باندھ لیتی تھیں۔[11]

٭ عورتوں میں سب سے پہلے آپ کا ختنہ ہوا اور سب سے پہلے آپ نے اپنے دوپٹے کے پلو کو زمین پر طول دیا۔[12]

وصال و تدفین: 90 سال کی عمر میں مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کی تعمیر سے قبل آپ نے وصال فرمایا[13] اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی عمر مبارک 20 سال تھی۔[14] حضرت اسماعیل علیہ السّلام نے اپنی والدہ کو حطیم کعبہ میں دفن کیا۔[15]

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

❶ سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی، 1 / 189 ❷ بخاری، 2 / 422، حدیث: 3358 ملتقطاً ❸ مسلم، ص1056، حدیث: 6494 ❹ مراٰۃ المناجیح، 7 / 570 ❺ تاریخ طبری، 1 / 247، دار المعارف ❻ بخاری، 2 / 424، حدیث: 3364 ملتقطاً ❼ لباب المناسک، ص355 ❽ مستدرک للحاکم، 3 / 426، حدیث 4094 ❾ غمز عیون البصائر، 3 / 295 ماخوذاً ❿ بخاری، 2 / 424، حدیث: 3364 ⓫ نزہۃ القاری، 4 / 404 ⓬ البدایۃ والنہایۃ، 1 / 230 ⓭ المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، 1 / 285 ⓮ المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، 1 / 304 ⓯ نزہۃ القاری، 4 / 405

ذوقِ عبادت

ام سلمہ عطاریہ مدنیہ
ملیر کراچی

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتیں اور فرماتیں: اللہ پاک کی قسم! میں اس قدر نماز ثواب حاصل کرنے کے لئے نہیں پڑھتی بلکہ یہ چاہتی ہوں کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم میرے اس عمل سے خوش ہوں اور دیگر انبیائے کرام علیہمُ السّلام سے فرمائیں: میری امت کی ایک عورت کو دیکھو! یہ اس کے ایک دن رات کا عمل ہے۔(1)

معلوم ہوا ہمیں اپنی بزرگ خواتین کی طرح فرض کے علاوہ نفل عبادت بھی کرنا چاہیے، مگر افسوس! جو خواتین خانگی امور کی ادائیگی اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے فرض عبادت کی ادائیگی کے لئے بھی فرصت نہیں نکال پاتیں وہ نفل عبادت کیا کریں گی! حالانکہ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح پانی کی سطح پر ابھرنے والا بلبلا ہمیشہ باقی نہیں رہتا بلکہ پیدا ہونے کے تھوڑی دیر بعد ہی ناپید ہو جاتا ہے، ہماری زندگی بھی اسی پانی کے بلبلے کی طرح لمحاتی ہے، شام کو صبح تک زندہ رہنے اور صبح کو شام تک سانسیں برقرار رہنے کا کچھ یقین نہیں، یہی وجہ ہے کہ جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جب تمہیں شام میسر ہو تو صبح کے منتظر مت رہا کرو اور اگر تمہیں صبح کی نعمت مل گئی ہے تو شام کے منتظر نہ رہو (یعنی موجودہ وقت ہی کو عملِ آخرت کے لئے غنیمت جانو) اور صحت میں مرض کے لئے، جبکہ زندگی میں موت کے بعد کے لئے کام کر لو۔(2) لہٰذا عقل مندی اسی میں ہے کہ سانسوں کی روانی اور لمحاتِ زندگانی کو آخرت کے لئے نفع بخش بنالیا جائے اور عبادتِ الٰہی کو شب و روز کا وظیفہ بنالیا جائے، اس معاملے میں جہاں صحابیات و صالحات کی سیرت ہمارے لئے راہِ عمل میں چراغ کی حیثیت رکھتی ہے وہیں فرامینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بھی ہمیں دعوتِ عمل دے رہے ہیں۔ جیسا کہ ایک بار حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے نوافل کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو رضائے الٰہی کے لئے فرائض کے علاوہ روزانہ بارہ رکعت نفل پڑھے گا، اللہ پاک اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد سے میں پابندی سے بارہ رکعت نفل پڑھتی رہی۔(3) اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کا معمول تھا کہ نمازِ چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا کیا کرتیں۔(4) علاوہ ازیں آپ رضی اللہُ عنہا روزانہ بلا ناغہ نمازِ تہجد پڑھنے کی پابند تھیں اور اکثر روزہ دار بھی رہا کرتی تھیں۔(5) نیز خاتونِ جنت، حضرت فاطمۃُ الزہراء رضی اللہُ عنہا رات بھر (نفل) نماز میں مشغول رہتیں، یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی۔(6)

عبادت چونکہ ہر اس فعل کو کہتے ہیں جس کے کرنے پر ربّ راضی ہوتا ہے۔(7) لہٰذا عبادت اپنی مرضی سے کی جاتی ہے، کسی کے مجبور کرنے سے نہیں۔ ہماری بزرگ خواتین کا زبردست ذوقِ عبادت واقعی قابلِ غور ہے، کیا ان پاک ہستیوں کی کوئی مصروفیت نہ تھی یا پھر انہیں امورِ خانہ داری انجام نہیں دینے ہوتے تھے؟ بلاشبہ وہ بھی خوش اسلوبی سے

اپنی گھریلو ذمہ داریاں انجام دیا کرتیں اور ساتھ ہی ساتھ فرائض کی پابندی اور نفل عبادات کی کثرت بھی کیا کرتی تھیں، کیونکہ وہ عبادت کا جذبہ رکھتی تھیں اور یہ جذبہ ہی ان کی رہنمائی کیا کرتا تھا، اگر ہم بھی شب و روز کے معمولات پر غور کرکے غیر ضروری کاموں سے دامن چھڑا لیں، اپنے اندر ذوقِ عبادت بیدار کرلیں، اپنے ربّ سے ٹوٹے ہوئے رشتے کو اسلاف کے طریقے کے مطابق جوڑ لیں اور ربّ کا قرب حاصل کرنے کا پکا تہیہ کرلیں تو شاید دن رات کا بہت سا وقت عبادت کے لئے فارغ نظر آنے لگے گا اور یہ جذبہ ہمارے لئے بھی راہِ عبادت آسان کردے گا، پھر اس راہِ عبادت پر جس استقامت سے چلتی جائیں گی اتنا ہی ربّ سے قریب ہوتی جائیں گی۔ مشہور حدیثِ قدسی ہے، اللہ پاک فرماتا ہے: میرے نزدیک سب سے پسندیدہ چیز جس کے ذریعے میرا بندہ میرا قرب حاصل کرے وہ اگرچہ فرائض ہی ہیں، مگر نوافل کے ذریعے بھی میرا بندہ مسلسل میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے دوست بنالیتا ہوں۔[8]

نفل چونکہ اس عبادت کو کہتے ہیں جس کا شریعت نے مکلف (یعنی پابند) نہ کیا ہو بلکہ بندہ اپنی خوشی سے کرے۔[9] لہٰذا ہمیں چاہئے کہ فرائض و نوافل کی اہمیت و فضیلت کو پیشِ نظر رکھیں اور اپنی بزرگ خواتین کی سیرت کو اپناتے ہوئے مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے معمولات میں نمازِ تہجد، اشراق و چاشت، اوّابین، تحیۃُ الوضو، صلوٰۃُ التسبیح وغیرہ عبادات بھی بجا لائیں۔ اِن شآءَ اللہ اخروی فضائل و ثواب کے ساتھ ساتھ دنیاوی فوائد مثلاً رزق میں برکت، بیماریوں سے شفا، پریشانیوں کا دور ہونا، لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہونا اور عزت ملنا، نورِ ایمان کی وجہ سے چہرے کا بارونق ہونا اور دلی اطمینان سمیت دیگر منافع بھی حاصل ہوں گے۔ البتہ دنیاوی فوائد کی نیت سے عبادت ہرگز نہ کی جائے بلکہ عبادت اور ہر نیک کام نہایت اخلاص کے ساتھ صرف اللہ پاک کی رضا کے لئے کرنا چاہئے اور اپنی عبادت کے بارے میں دوسروں کو بتانے سے حتی المقدور بچنا ہی چاہئے ورنہ نیت کے کھوٹ کی وجہ سے ثواب میں کمی یا سرے سے محرومی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ حضرت ابو صفوان بن عوانہ رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس سے زیادہ خوبصورت کوئی منظر نہیں کہ ایک شخص سفید لباس پہنے چاند کی روشنی میں (نفل) نماز میں مشغول ہو اور ایسا لگے جیسے وہ کوئی فرشتہ ہے۔[10]

خیال رہے! نوافل کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ فرائض کی پابندی بھی نہایت اہم ہے۔ حضرت کعبُ الاحبار رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اگر تم جان لو کہ دو رکعت نفل نماز کا ثواب کتنا ہے تو اسے مضبوط پہاڑوں سے بھی بڑا سمجھو جبکہ اللہ پاک کے یہاں فرض نماز کا ثواب اتنا ہے کہ کوئی اسے بیان نہیں کرسکتا۔[11] نیز صوفیا فرماتے ہیں کہ فرائض کے بغیر نوافل قبول نہیں ہوتے۔[12] بلاعذرِ شرعی کسی فرض کا چھوڑنا گناہ و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ لہٰذا اگر کسی کی قضا نمازیں اس کے ذمے باقی ہیں تو اسے چاہئے کہ سنّتِ مؤکدہ اور فضیلت والے نوافل کے علاوہ قضائے عمری پر بھی خصوصی توجہ دے۔

عبادت میں گزرے مری زندگانی
کرم ہو کرم یا خدا یا الٰہی

اللہ پاک ہمیں فرائض و واجبات اور سنتوں سمیت نوافل پر استقامت دے اور ذوقِ عبادت نصیب کرے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

❶ دین و دنیا کی انوکھی باتیں، ص 20 ❷ بخاری، 4 / 223، حدیث: 6416
❸ مسلم، ص 287، حدیث: 1696 ❹ موطا امام مالک، 1 / 153، حدیث: 366
❺ سیرت مصطفیٰ، ص 660 ❻ مدارج النبوۃ مترجم، 2 / 543 ❼ تاج العروس، 8 / 330 ❽ بخاری، 4 / 248، حدیث: 6502 ❾ مرآۃ المناجیح، 2 / 300 مفہوماً
❿ دین و دنیا کی انوکھی باتیں، ص 23 ⓫ حلیۃ الاولیاء، 5 / 421، رقم: 7596
⓬ مرآۃ المناجیح، 3 / 308

بنت اسحاق مدنیہ عطاریہ
(بی ایڈ، ایم اے اسلامیات)
ریجن ذمہ دار جامعات المدینہ گرلز حاصل پور

کپڑوں کی دھلائی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنا کمبل (یعنی بھیڑ کے بالوں وغیرہ سے بُنا ہوا اوڑھنے کا کپڑا جو بارش اور سردی سے محفوظ رہنے کے واسطے جسم کو ڈھانپنے کے کام آتا ہے / موٹی لوئی) ایک غلام کے ہاتھ میرے پاس بھیج کر فرمایا کہ اسے دھو دو اور خشک کر کے میرے پاس بھجوا دینا، فرماتی ہیں کہ میں نے پانی کا برتن منگوایا، اسے دھویا اور خشک کر کے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس بھجوا دیا۔[1]

سبحانَ اللہ! اسلام میں جسمانی نفاست و پاکیزگی کے ساتھ کپڑوں کی صفائی ستھرائی کی بھی بہت اہمیت ہے۔ کپڑے دھونا چونکہ عام طور پر خواتین کا کام ہے اور یہ کام امہات المومنین و دیگر صحابیات طیبات رضی اللہ عَنہُنَّ سے بھی ثابت ہے، لہٰذا ہمیں بھی اپنی بزرگ خواتین کی سنت پر عمل کرتے ہوئے امورِ خانہ داری میں کپڑے دھونے کا کام بخوبی آنا چاہئے۔ اگرچہ موجودہ دور میں لانڈریز کی شکل میں ہر بڑے شہر میں یہ سہولت دستیاب ہے کہ پیسے دے کر آپ کپڑے دھلوا سکتی ہیں، مگر یاد رکھئے! اپنے ہاتھ سے کپڑے دھوئیں گی تو اس سے گھریلو بجٹ بھی متاثر نہ ہو گا اور آپ کے کپڑے بھی زیادہ دیر تک کارآمد رہیں گے۔ چنانچہ اسلامی بہنوں کی خیر خواہی کے جذبہ کے پیشِ نظر ذیل میں کچھ ایسی مفید باتیں ذکر کی جارہی ہیں، جن کو مدنظر رکھ کر انہیں کپڑے دھونے کا کام آسان لگے گا اور امید ہے وہ مختلف قسم کے کپڑوں کی دھلائی میں پیش کردہ تجاویز اور ٹپس سے خوب فائدہ اٹھائیں گی۔

دھلائی سے پہلے ان تجاویز کا خیال رکھنا مفید ہے کپڑوں کی دھلائی کیلئے دن اور وقت مقرر کرنا مفید ہے تاکہ ذہنی طور پر تیار ہونے کی وجہ سے متعلقہ دن سے پہلے ہی بعض کاموں کو نمٹا کر اس دن زیادہ یکسوئی سے کپڑوں کی دھلائی کا کام کیا جاسکے ٭ ایک ہی بار ہر طرح کے کپڑے دھونے کے بجائے تقسیم کاری بہتر ہے یعنی ہفتے میں دو بار یا ایک ہفتے ایک طرح اور دوسرے ہفتے میں دوسری طرح کے کپڑوں کی دھلائی کا اہتمام کیا جائے۔ مثلاً ایک بار پہننے کے کپڑے دھوئے جائیں تو دوسری بار دیگر کپڑے (چادریں، صوفوں اور تکیوں کے غلاف، پردے، کشن، تولیے، پائیدان، اسکول بیگ اور گدڑیاں وغیرہ) دھو لیں، اس تقسیم کاری کی وجہ سے آپ تھکاوٹ اور اکتاہٹ سے محفوظ رہیں گی جو دھلائی کے عمدہ نتائج میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ ٭ بچوں کے کپڑے الگ رکھنے چاہئیں بالخصوص ناپاک کپڑے یا مریض کے کپڑے دیگر کپڑوں کے ساتھ نہ رکھے جائیں تاکہ دیگر کپڑے ناپاکی، بدبو اور جراثیم سے محفوظ رہیں۔ ناپاک کپڑوں کو دھونے سے پہلے پاک کرلینا چاہئے اور مریض کے کپڑے گرم پانی سے دھونے چاہئیں تاکہ جراثیم مکمل طور پر نکل جائیں۔ ٭ کپڑے دھونا یقیناً ایک توجہ طلب کام ہے لہٰذا دھلائی میں لاپروائی کے بجائے مخصوص ترتیب کا خیال رکھنا چاہئے، سب سے پہلے کپڑوں کی درجہ بندی کرتے ہوئے کم میلے اور زیادہ میلے، ہلکے اور گہرے رنگ کے، کچے اور پکے رنگ کے، نیز ہلکے اور بھاری کپڑے علیحدہ علیحدہ کر لیجئے۔ ٭ دھلائی میں یہ ترتیب رکھی جا سکتی ہے کہ سب سے پہلے سفید اور اس سے ملتے جلتے ہلکے رنگوں کے کپڑوں کو دھویا جائے، اس کے بعد کم میلے کپڑے پہلے اور زیادہ میلے کپڑے بعد میں دھوئے جائیں۔ ٭ کچے رنگ کے کپڑوں کو دیگر کپڑوں کے ساتھ ہرگز نہ دھویا جائے ورنہ ان سے نکلنے والا رنگ دوسرے کپڑوں کو متاثر کر سکتا ہے۔ مختلف رنگت کے کچے رنگ والے کپڑے بھی ایک ساتھ نہ دھوئے جائیں ورنہ ان میں ہلکے رنگ والے کپڑوں کا رنگ تبدیل ہو سکتا ہے، لہٰذا انہیں احتیاط سے الگ الگ دھو کر اُلٹا کر کے علیحدہ علیحدہ ہینگر میں سکھایئے۔ ٭ کپڑے دھونے سے پہلے ان کے بٹن اور زپ وغیرہ بند کر دینے چاہئیں، ان کے کھلے رہ جانے کی صورت میں مشین کی اندرونی دیواروں اور تہہ میں رگڑ لگنے، خراشیں پڑنے، مشین کے ڈرم میں زپ یا بٹن کے پھنسنے اور کپڑوں کے الجھنے وغیرہ کا خدشہ زیادہ ہو گا۔ ٭ دھلائی سے پہلے کپڑوں کی جیبیں اچھی طرح خالی کر لینی چاہئیں کیونکہ بٹنوں اور زپ کے علاوہ سکّے یا دھات سے بنی ہوئی چیزیں بھی نادانستہ طور پر جیب میں رہ

جانے کی صورت میں مشین کیلئے نقصان دہ ہو سکتی ہیں۔ شیر خوار بچوں کی ماؤں کیلئے احتیاطی تدابیر دودھ پیتے بچوں کی مائیں (بالخصوص اگر انہیں دودھ پلاتی ہوں تو) کپڑوں کی دھلائی کرتے وقت چند باتوں کا خیال رکھیں تاکہ ان کی وجہ سے ان کے شیر خوار بچے تک سردی، نزلہ زکام اور بیماری کے اثرات نہ پہنچیں: ٭ موسم سرما میں کپڑوں کی دھلائی رات کے بجائے دن میں کریں تاکہ موسم کے مضر اثرات سے ان کی اور ان کے بچے کی حفاظت رہے۔ ٭ کپڑوں کی دھلائی شروع کرنے سے پہلے بچے کو فیڈ کروالیں تاکہ دھلائی کے دوران بچے کو بار بار گود میں لینے کی ضرورت نہ پڑے۔ ٭ کپڑوں کی دھلائی کے دوران یا فوراً بعد بچے کو دودھ پلانے یا گود میں لینے سے پہلے اپنے ہاتھ اور بدن کو اچھی طرح خشک کرلیں اور ممکن ہو تو کچھ گرمائش حاصل کرلیں۔ ٭ اگر لباس گیلا ہو تو خشک لباس پہن کر بچے کو اٹھائیں، بہتر یہ ہے کہ پہلے ہی سے ایپرن وغیرہ استعمال کیا جائے تاکہ دیر تک گیلا لباس پہنے رہنے سے بچا جاسکے اور بچے کو دودھ پلانے یا کسی ایمرجنسی صورت میں لباس بدلنے کی ضرورت نہ پڑے۔ ٭ اگر بچے کو پہلے ہی بخار یا نزلہ زکام ہو تو ماں کو کپڑوں کی دھلائی مناسب وقت تک ملتوی کردینی چاہئے یا پھر اس کا متبادل انتظام کرلینا چاہئے۔ ٭ کپڑے دھونے کے بعد گرم دودھ اور اُبلا ہوا انڈہ وغیرہ کھانا مفید ہے تاکہ بچہ سردی لگنے سے محفوظ رہے۔ واشنگ مشین کے استعمال کی احتیاطیں کپڑوں کی دھلائی کے دوران بنیادی غلطیوں سے بچیں گی، واشنگ مشین کی اچھی دیکھ بھال و محتاط استعمال کریں گی تو دھلائی کی کارکردگی بھی بہتر ہوگی، نیز مشین بھی زیادہ عرصے تک بغیر خرابی کے کارآمد رہے گی، چنانچہ اس کیلئے چند احتیاطی تدابیر اختیار کرنا مفید ہے: ٭ کمپنی کی طرف سے واشنگ مشین کی بیان کردہ گنجائش سے زیادہ اس میں کپڑے نہ ڈالے جائیں ورنہ پانی اور ڈٹرجنٹ کپڑوں کے تمام حصوں تک صحیح طور پر نہیں پہنچ سکے گا جس کی وجہ سے میل کچیل اور داغ دھبے مکمل صاف نہ ہونگے، غیر ضروری بوجھ (Over Loading) کی وجہ سے کپڑوں پر رگڑ زیادہ لگتی ہے اور انکی رنگت متأثر ہوسکتی ہے نیز مشین کی موٹر بھی خراب ہوسکتی ہے۔ ٭ واشنگ مشین کی ایک ہی سیٹنگ اور فارمولا ہر طرح کے کپڑوں پر لاگو نہیں ہوتا۔ عام طور پر مشین Delicate یا پھر Regular چلائی جاتی ہے حالانکہ مشین میں دیگر آپشنز بھی ہوتے ہیں یہ آپشنز بھاری اور موٹے کپڑوں کیلئے

ہوتے ہیں جنہیں زیادہ دُھلائی کی ضرورت پڑتی ہے۔ بالکل ہلکے چکر کا آپشن گرمیوں کے ہلکے پھلکے یا پھر ایسے کپڑوں کیلئے ہوتا ہے جن پر سلوٹیں پڑنا ہمیں گوارا نہ ہو۔ ٭ ڈرائیر پر بھی غیر ضروری بوجھ نہ ڈالا جائے، کپڑے جلدی نچوڑنے اور خشک کرنے کی خاطر ڈرائیر میں فل بھرنے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے ڈالے جائیں تاکہ ڈرائیر پر بوجھ نہ پڑے، کارکردگی بہتر ہو، وقت بچے اور ڈرائیر زیادہ عرصے تک کارآمد رہے، ڈرائیر سے کپڑے خشک کرنے کے بعد انہیں فوراً ہینگر پر لٹکا دیا جائے تو وہ بدبودار ہونے اور سلوٹیں پڑنے سے محفوظ رہیں گے۔ ٭ آج کل کی تقریباً تمام واشنگ مشینوں میں ڈٹرجنٹ ڈسپنسر موجود ہوتا ہے لہٰذا مشین کا کام ختم ہونے پر ڈسپنسر کو اچھی طرح صاف کرکے خشک کرلینا چاہئے ورنہ مشین میں ناگوار بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ کشیدہ کاری والے کپڑوں کی احتیاط ٭ کشیدہ کاری والے کپڑوں کے دھاگے بعض اوقات کچّے رنگ کے ہوتے ہیں اس لئے ان کی دھلائی میں احتیاطاً پہلے انہیں نمک کے پانی میں بھگو دیجئے پھر سرف سے دھو کر کھنگال لیجئے۔ ٭ قمیض پھیلانی ہے تو قمیض کے اندر کوئی موٹا کپڑا یا تولیہ رکھ کر پھیلا دیں تار پر لٹکانی ہے تو قمیض کے اندر بڑا پلاسٹک کا شاپنگ بیگ سیفٹی پن سے لگادیں تاکہ کشیدہ کاری کے دھاگوں وغیرہ کا رنگ دوسری طرف نہ چڑھ سکے، میز پوش ٹی کوزی کور وغیرہ میں بھی یہ احتیاطی تدابیر برتی جائیں۔ مختلف کپڑوں کی دھلائی کے متعلق ٹپس ٭ عام طور پر تولیہ دھلائی کے بعد سخت ہو جاتا ہے اگر واشنگ پاؤڈر کے ساتھ تھوڑا سا بورک پاؤڈر ڈال کر اسے دھویا جائے تو نرم رہتا ہے۔ ٭ گرم کپڑوں کی دھلائی کے دوران اگر گرم پانی میں ایک چمچ بورک پاؤڈر ملا لیا جائے تو وہ رُوئیں سے محفوظ رہتے ہیں۔ ٭ جینز اور اس قسم کے سخت کپڑوں کا رنگ دھلائی کی وجہ سے ہلکا پڑ جاتا ہے، اگر انہیں زیادہ ٹھنڈے پانی میں کچھ دیر بھگونے کے بعد دھویا جائے تو ان کا رنگ ہلکا نہیں پڑے گا۔ ٭ رنگین کپڑوں کو ٹھنڈے پانی اور سفید کپڑوں کو گرم پانی میں دھونا مفید ہے۔ ٭ سفید کپڑوں کو اُجلا رکھنے کیلئے پانی میں لیموں کی چند قاشیں ڈال کر اُبال لیں اور ٹھنڈا کرکے اس میں دُھلے ہوئے سفید کپڑے کچھ دیر بھگوئے رکھنے کے بعد سادہ پانی سے کھنگال لیں کپڑے جگمگا اُٹھیں گے۔ ٭ موزوں کو دھونے سے پہلے انہیں سرکہ ملے پانی میں کچھ دیر کے لیے بھگو کر رکھنا چاہئے۔ ٭ چند دھلائیوں کے بعد بعض

اوقات کالے رنگ کے کپڑے کتھئی (Brown) رنگ میں تبدیل ہونے لگتے ہیں، ان کی کالی رنگت کی چمک برقرار رکھنے کیلئے انہیں دھونے کے بعد ایک بالٹی پانی میں کوفی یا تیز چائے ڈال کر کچھ دیر کیلئے اس میں بھگو کر سکھانا مفید ہے۔ ٭بسا اوقات کالے اور گہرے رنگ کے کپڑے خشک ہوں تو ان کے گوشوں اور ریشوں سے چمٹے سرف کے داغ صاف دکھائی دیتے اور بدنما معلوم ہوتے ہیں اسی طرح صابن کے زیادہ استعمال یا ناقص کھنگالنے کی وجہ سے بھی صابن کے اجزا کپڑوں میں رہ جاتے ہیں جن سے الرجی ہوسکتی ہے لہٰذا دھلائی کے بعد تمام کپڑوں کو اچھی طرح کھنگالنا چاہئے۔ ٭ سلک کے کپڑوں کی دھلائی کے بعد اگر انہیں ایک بالٹی پانی میں ایک چمچ بیسن اچھی طرح مکس کرکے کچھ دیر بھگو دیا جائے تو ان کی چمک ماند نہیں پڑے گی اور نئے محسوس ہوں گے۔ ٭بدبو اور جراثیم سے کپڑوں کی حفاظت کے لئے گرم پانی سے بھری بالٹی میں دو کپ سرکہ حل کرنے کے بعد اس میں کپڑے بھگو کر کھنگال لئے جائیں۔ سرکہ بدبو پیدا کرنے والے جراثیم کا خاتمہ کرتا ہے۔

سویٹر کو سکھانے کی احتیاط سویٹر کو زیادہ نچوڑیئے نہ کہیں لٹکایئے کہ زیادہ نچوڑنے و لٹکانے سے اس میں کھنچاؤ پیدا ہوگا اور وہ اپنی اصل ساخت کھو کر لمبا اور بھدا ہوسکتا ہے، لہٰذا اسے مناسب حد تک نچوڑ کر چارپائی پر کسی چادر کے اوپر بچھا دینا چاہئے۔ **بیش قیمت ریشمی سلکی کپڑے دھونے کا طریقہ** ایسے کپڑوں کو تازے پانی میں جھاگ بنا کر اس جھاگ میں ہاتھ کے ذریعے نرمی سے ملتے ہوئے دھوئیں، سختی سے ملنے رگڑنے سے گریز کریں ورنہ وہ اپنی قدر و قیمت کھو دیں گے، ایسے کپڑوں کو الٹا کر کے دھونے میں زیادہ احتیاط ہے۔ **رنگین دوپٹے دھونے کا طریقہ** ٭دوپٹوں کے رنگ عموماً جلدی خراب ہو جاتے ہیں، اس لئے انہیں دھوپ کے بجائے سائے میں سکھانا چاہئے زیادہ گرم موسم میں انہیں پنکھے کے نیچے سکھایا جائے تاکہ ان کے رنگ خراب نہ ہوں۔ ٭سفید دوپٹے کو اگر سرف میں نیل اور آدھا چمچ پسا ہوا نمک ملا کر اس سے دھویا جائے تو ان کی سفیدی برقرار رہتی ہے۔ **اونی کپڑوں کی دھلائی کی احتیاط** اونی کپڑوں کو تیز گرم پانی میں ہرگز نہ ڈالئے ورنہ اون کے ریشے سکڑ جائیں گے، لہٰذا ہلکے گرم یا تازہ پانی میں انہیں سرف کی جھاگ میں بھگو کر آہستہ آہستہ تھپک کر دھوئیں اور تازے پانی سے ان کی جھاگ نکال دیں۔ ٭ تھوڑے سے ریٹھے لے کر ان کے چھلکوں کا سفوف بنا کر پانی میں پکا لیجئے اور تھوڑا سا سرف ڈال کر ہاتھ سے جھاگ بنا لیجئے پھر اس میں تھوڑی دیر تک کپڑے بھگو کر صاف کر کے تازہ پانی میں دھو لیجئے۔ **کمبل اور موٹے اونی کپڑے دھونے کا طریقہ** کمبل ڈرائی کلین کرانے کا خرچہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے سلیقہ مند خواتین گھر میں خود کمبل دھو لیتی ہیں، کمبل دھونے کا ایک جدید طریقہ یہ ہے کہ نہانے والا خوشبودار صابن 3 چھٹانک کی مقدار چھری سے باریک کاٹ لیں، ایک بڑا والا کپ میتھلیٹڈ اسپرٹ اور تین بڑے چمچ یوکلپٹس آئل لیکر ان تینوں چیزوں کا محلول بنا لیں، اب آپ کمبل جھاڑ کر ایک طرف رکھ لیں تین گیلن پانی گرم کر کے اس میں ڈش والے تین بڑے چمچ تیار شدہ محلول کے ڈالیں اور خوب جھاگ بنائیں پھر کمبل پانی میں ڈال کر ہاتھ کے ذریعے چاروں طرف سے دبا دبا کر میل نکالیں کمبل کو ملنے کی ضرورت نہیں 15 منٹ میں میل صاف ہوگا اب آپ دبا کر کمبل نچوڑ لیں ،اسے مروڑنے اور دوسرے پانی میں کھنگالنے کی ضرورت نہیں، بس ایسے ہی تار پر سوکھنے ڈال دیں اور خشک ہونے کے بعد برش سے روئیں برابر کر لیں۔ **کمبل دھونے کا سادہ طریقہ** واشنگ مشین میں چھوٹے کمبل بآسانی دھوئے جاسکتے ہیں اس طرح کہ اسے سرف کی جھاگ میں دھو کر سادہ پانی سے کھنگال لیجئے، مشین نہیں ہے تو بڑے ٹب میں کمبل ڈال کر سرف کے جھاگ میں آہستہ آہستہ مل کر صاف پانی سے دھو کر بغیر نچوڑے تار پر پھیلا دیجئے۔

چھوٹا قالین دھونے کا طریقہ مشین کا پرنٹڈ قالین بآسانی اس طرح دھویا جاسکتا ہے کہ اسے کسی صاف جگہ پر بچھا کر پائپ کے ذریعے گیلا کر لیجئے، پھر سرف چھڑک کر کپڑے دھونے والے برش سے رگڑ لیجئے، اس کے بعد کھلے پانی میں دھو کر دیوار پر سکھا دیجئے۔

کپڑوں کے داغ دھبوں کے متعلق تجاویز یقیناً کپڑوں پر داغ بدنما لگتے ہیں، اگر انہیں دور کرنے کے لئے درج ذیل تجاویز اور گھریلو ٹوٹکے آزمائے جائیں تو یہ سرے سے ختم یا کافی حد تک کم ہوسکتے ہیں: ٭ڈٹرجنٹ کی مقدار کا استعمال بھی کسی مخصوص پیمائش سے کیا جائے بغیر کسی پیمائش کے ڈٹرجنٹ کا استعمال صفائی کے معیار کو متاثر کرسکتا ہے، اگر کپڑوں کی دھلائی میں آپ کو محسوس ہو کہ کپڑے صحیح طریقے سے صاف نہیں ہوئے یا ان پر میل اور داغ دھبے باقی ہیں تو ڈٹرجنٹ کی مقدار پہلے سے بڑھا لیں اور پیمائش کا خیال رکھتے ہوئے اسے نوٹ کر لیں تاکہ آئندہ آسانی ہو۔ بعض

کپڑے بہت زیادہ میلے ہوتے ہیں توان کیلئے ڈٹرجنٹ کی مقدار بڑھائی جا سکتی ہے۔ ٭ تازہ داغ جلدی دور ہو جاتا ہے جبکہ پرانا داغ پکا ہو جاتا اور مشکل سے صاف ہو تا ہے لہٰذا کپڑے پر داغ لگتے ہی جتنا جلدی ہو سکے اسے گرم یا پھر سادے پانی اور سرف سے دھولیں۔ ٭ کپڑے بہت میلے اور داغ دار ہوں تو گرم پانی میں صابن سوڈا ڈال کر پکائیں پھر اس میں کپڑے بھگو دیں، ایک دو گھنٹہ بعد متاثرہ حصے برش سے صاف کریں اور دوبارہ صابن لگا کر دھولیں داغ دور ہو جائیں گے۔ ٭ اگر کپڑے پر سخت داغ پڑ جائے تو آدھی پیالی سرکے میں تین چمچ بیکنگ سوڈا ملا کر گاڑھا سا پیسٹ بنائیں اور داغ پر لگا کر چھوڑ دیں، تھوڑی دیر بعد رگڑ رگڑ کر دھولیں۔ ٭ کپڑوں پر لگے چکنائی کے دھبوں کو دور کرنے کے لیے ان پر دہی لگا کر ہلکا سا رگڑیں اور پھر دھولیں۔ دہی کپڑوں کی چکنائی اپنے اندر جذب کرلے گا۔ ٭ سالن کے داغ فوراً صاف ہو سکتے ہیں، اسے گرم پانی سے گیلا کر کے سرف ڈالیں اور جھاگ بنا کر رگڑیں پھر دھو دیں اگر داغ باقی رہ جائے تو صابن رگڑیں اور آدھا گھنٹہ تک دھوپ میں چھوڑنے کے بعد برش مل کر دھو ڈالیں، داغ ختم ہو جائے گا۔ ٭ اگر کپڑوں پر ہیئر ڈائی کے نشانات پڑ جائیں تو ان پر تھوڑی سی گلیسرین لگا کر پندرہ منٹ بعد اسے واشنگ مشین میں دھولیں اور متاثرہ حصوں کو برش سے رگڑلیں۔ ٭ کپڑے پر لگا زنگ کا دھبہ اگر ہلکا اور تازہ ہو تو اس پر لیموں کا عرق اور نمک مل کر یا پھر سرکہ لگا کر چھوڑ دیں، خشک ہونے کے بعد گرم پانی اور سرف سے دھو لیں، دھبہ صاف ہو جائے گا، اگر زنگ کا دھبہ تیز اور پرانا ہو تو چاول اُبال کر کھولتی ہوئی پیچ میں متاثرہ حصّہ دو گھنٹے تک بھگوئے رکھنے کے بعد صابن سے دھولیں۔ ٭ اگر ہلدی کو پیتے ہوئے کپڑے داغ دار ہو جائیں تو ٹاٹری چھڑک کر صابن سے دھولیں ٹاٹری نہ ہو تو لیموں کا رس مل کر چند منٹ بعد سرف سے دھولیں، داغ دور ہو جائیں گے۔ ٭ خون کے دھبے والے کپڑے کو خوب ٹھنڈے پانی میں بھگوئے رکھنے کے بعد دھبے پر بورک پاؤڈر یا پھر امونیا اور گلیسرین لگا دیں پھر دس منٹ بعد دھو کر استری کرلیں، دھبے ایک دم غائب ہو جائیں گے۔ ٭ اگر زیادہ گرم استری کی وجہ سے سفید کپڑے پر اس کا نشان پڑ جائے تو اس پر لیموں کا رس اور نمک لگا کر بہتر ہے کہ کچھ دیر دھوپ میں پھیلا دیں یا ویسے ہی چھوڑ دیں پھر سرف سے دھو لیں اور اگر رنگین کپڑے پر نشان پڑے تو کارن فلور یا نشاستہ میں پانی ملا کر پتلا کریں اور کپڑے پر لگا کر اسے سوکھنے دیں پھر دھولیں۔ ٭ کپڑے پر چائے کا داغ لگے تو اس پر فوراً پسا ہوا نمک چھڑک دیں اور خشک ہونے پر برش سے مل کر اچھی طرح دھولیں تو دھبا غائب ہو جائے گا، اسی طرح بستر وغیرہ کی ریشمی چادر پر چائے گر جائے تو اس پر نمک چھڑک دیں، دودھ والی چائے گرنے پر بھی یہی کریں پھر تیز گرم پانی میں سرف ڈال کر کپڑے کو دھولیں۔ ٭ اسپرٹ سے بھی دھبے صاف ہو جاتے ہیں، پانی میں سہاگہ ملا کر بھی اسے دھویا جا سکتا ہے۔ ٭ کافی کے داغ گہرے ہوں تو پیٹرول سے صاف کرلیں، ہائیڈروجن پر آکسائیڈ سے بھی چائے اور کافی کے دھبے مٹ جاتے ہیں مگر کپڑے کا رنگ مدھم پڑ سکتا ہے لہٰذا لباس کے نمایاں حصوں پر یہ طریقہ نہ آزمایا جائے ورنہ چائے کافی کا داغ تو دور ہو جائے گا مگر رنگت کی خرابی بدنمائی کا سبب بنے گی۔ ٭ مخمل کے کپڑے پر داغ پڑ جائیں تو جَو کا موٹا چھان بُورا (بُھوسا) اور موٹا پسا ہوا نمک لے کر داغ پر ڈالیں نائلون کے برش سے خوب صاف کریں داغ دور ہو جائیں گے۔ ٭ عام طور پر قمیض کے کالر، کف اور بغلوں پر پسینے کے داغ پڑ جاتے ہیں، انہیں صاف کرنے کے لئے بڑی بوڑھیوں کا یہ ٹوٹکہ آزمایا جا سکتا ہے کہ کپڑے دھونے کے بعد تھوڑا سا سرکہ پانی میں ملا کر اس میں متاثرہ حصہ دس منٹ تک بھگوئے رکھنے کے بعد صابن لگا کر دھولیں۔ اگر کالر زیادہ میلے ہوں تو مشین میں ڈالنے سے پہلے کالر پر واشنگ پاؤڈر ڈال کر انہیں کسی فالتو ٹوتھ برش سے رگڑ کر صاف کرلیں پھر مشین میں ڈالیں تاکہ میل کے نشانات اچھی طرح صاف ہو جائیں۔

کپڑے دھونے کے بعد کی احتیاطیں ٭ اپنی اور اپنے پیاروں کی صحت کی حفاظت کے لئے کپڑوں کی دھلائی کے بعد انہیں اچھی طرح نچوڑ لینا چاہئے تاکہ بیکٹیریا کا خاتمہ ہو سکے کیونکہ صابن وغیرہ کپڑوں سے صرف داغ اور گندگی دور کرتے ہیں، بیکٹیریا کو ختم نہیں کرتے۔ ٭ کپڑوں کی دھلائی کے بعد انہیں مکمل طور پر سکھانے کا اہتمام کرنا چاہئے ورنہ ان میں فنگس پیدا ہو جاتے ہیں جو انفیکشن (Infection) کا سبب بنتے ہیں۔ ٭ کپڑوں کو دھوپ میں خشک کرنے کی صورت میں خشک ہوتے ہی انہیں دھوپ سے ہٹا لیں تاکہ کپڑے کا رنگ محفوظ رہے۔۔ ان شاءاللہ

---

1 ابوداؤد، 1/ 172، حدیث:388

شرعی رہنمائی

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی (دار الافتاء اہل سنت نور العرفان کراچی)

مسجدِ بیت میں میاں بیوی کا ایک ساتھ رہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک اسلامی بہن اپنے بیڈ روم کے ایک حصے میں مسجد بیت کی نیت کر کے وہاں دس روزہ سنتِ اعتکاف میں بیٹھی ہیں، یہ رہنمائی فرمادیں کہ اعتکاف کے دوران اس کا شوہر اس کمرے میں اپنی بیوی کے ساتھ ایک بستر پر سو سکتا ہے یا نہیں؟ بیوی مسجدِ بیت میں رہتے ہوئے شوہر کا سر وغیرہ دبا سکتی ہے؟ اعتکاف میں شوہر کے ساتھ رہنے کی کوئی ممانعت ہے یا نہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

اعتکاف کے دوران بیوی کا مسجدِ بیت میں اپنے شوہر کا سر دبانے کے لیے شوہر کو چھونا جائز ہے جبکہ بیوی کو شہوت نہ ہو۔ البتہ ایک ہی بستر پر دونوں کو سونے سے بچنا چاہیے۔

یاد رہے جس طرح احرام کی حالت میں جماع و مُقَدّماتِ جماع حرام ہیں یونہی اعتکاف کے دوران بیوی کے لیے جماع اور مقدمات جماع حرام ہیں، مقدمات جماع سے مراد ایسے افعال جو جماع کی طرف لے جانے والے ہوں اور فقہائے کرام کے کلام میں مقدمات جماع کی درج ذیل مثالیں بیان کی گئیں ہیں: گلے ملنا، شہوت کے ساتھ بوسہ لینا، یا شہوت کے ساتھ چھونا، مباشرتِ فاحشہ وغیر ذالک۔ لہٰذا اعتکاف میں شوہر ساتھ ہو تو دن ہو یا رات بہر صورت جماع و مقدمات جماع سے اپنے آپ کو بچانا ضروری ہے، ورنہ بیوی فعلِ حرام میں مبتلا ہو کر گناہ گار ہو گی، نیز جماع کی صورت میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا، اور مقدماتِ جماع کی صورت میں اگر بیوی کو انزال ہو جائے تب بھی اعتکاف فاسد ہو جائے گا، ہاں اگر مقدماتِ جماع کی صورت میں بیوی کو انزال نہیں ہوا تو اس کا اعتکاف فاسد نہیں ہو گا۔ البحر الرائق میں ہے: (ویحرم الوطء ودواعیه) لقوله تعالی وَلَا تُبَاشِرُوۡهُنَّ وَاَنۡتُمۡ عٰکِفُوۡنَ فِی الۡمَسٰجِدِ لان المباشرة تصدق علی الوطء ودواعیه فیفید تحریم کل فرد من افراد المباشرة جماع او غیره یعنی اعتکاف کی حالت میں جماع اور مقدمات جماع حرام ہیں اللہ تعالٰی کے اس فرمان کی وجہ سے کہ جب تم مسجد میں اعتکاف میں بیٹھے ہو تو عورتوں سے مباشرت نہ کرو، کیونکہ مباشرت جماع اور مقدمات جماع دونوں پر صادق آتی ہے لہٰذا آیت مباشرت کے ہر فرد کے حرام ہونے کا افادہ کر رہی ہے، چاہے جماع ہو یا غیر جماع۔[1] النہر الفائق میں ہے: وحرم علیه ایضاً (دواعیه) من المس والقبلة کمافی الحج والعمرة یعنی معتکف پر مقدمات جماع، چھونا بوسہ لینا بھی حرام ہے جیسا کہ حج وعمرہ میں یہ فعل حرام ہے۔[2] ردالمحتار میں ہے: الزوجة معتكفة فی مسجد بیتها فیاتیها فیه زوجها فیبطل اعتکافها یعنی بیوی اپنی مسجد بیت میں اعتکاف میں بیٹھی ہو اس میں شوہر بیوی سے قربت کرے تو بیوی کا اعتکاف باطل ہو جائے گا۔[3] صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرّحمہ فرماتے ہیں: معتکف کو وطی کرنا اور عورت کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا حرام ہے۔ جماع سے بہر حال اعتکاف فاسد ہو جائے گا، انزال ہو یا نہ ہو قصداً ہو یا بھولے سے مسجد میں ہو یا باہر رات میں ہو یا دن میں، جماع کے علاوہ اوروں میں اگر انزال ہو تو فاسد ہے ورنہ نہیں، احتلام ہو گیا یا خیال جمانے یا نظر کرنے سے انزال ہوا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔[4] وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

1. البحر الرائق، 2/532
2. النہر الفائق، 2/48
3. ردالمحتار، 3/509
4. بہارشریعت، 1/1025

نام رکھنا

بچہ پیدا ہو تو اس کا اچھا نام رکھنا والدین کی طرف سے اس کے لئے سب سے پہلا تحفہ ہی نہیں بلکہ اس کے حق کی ادائیگی بھی ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: اولاد کا والد پر یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے۔[1] حضرت علامہ عبد الرؤف مَناوی رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: اُمّت کو اچھا نام رکھنے کا حکم دینے میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ آدمی کے کام اس کے نام کے مطابق ہونے چاہئیں کیونکہ نام انسان کی شخصیت کیلئے جسم کی طرح ہوتا ہے اور اس کی شخصیت کی عکاسی کرتا ہے۔ اللہ پاک کی حکمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ نام اور کام میں مناسبت اور تعلق ہو۔ نام کا اثر شخصیت پر اور شخصیت کا اثر نام پر ظاہر ہوتا ہے۔[2] نیز بروزِ قیامت چونکہ ہر ایک کو اس کے نام سے پکارا جائے گا، لہٰذا آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپ دادا کے نام سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اچھے نام رکھا کرو۔[3]

ہمارے ہاں عموماً بچے کا نام قریبی رشتہ دار رکھتے ہیں اور اکثر شرعی مسائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے بچوں کے بے معنٰی یا برے معنٰی والا نام (مثلاً اذان، کائنات، ملائکہ، ایمان، فجر، عشاوغیرہ) رکھ دیتے ہیں، ایسے نام رکھنے سے بچنا ضروری ہے۔ بلکہ ہمیں انبیائے کرام علیہمُ السّلام، صحابہ کرام و تابعینِ عظام اور اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں پر نام رکھنے چاہیے۔ جیسا کہ ایک حدیثِ پاک میں بھی ہے: انبیائے کرام کے ناموں پر نام رکھو۔[4] نیز بچے کی کنیت رکھنا جائز ہے اور حصولِ برکت کے لئے بزرگوں کی نسبت سے کنیت رکھنا بہتر ہے۔[5] حدیثِ پاک میں ہے: اپنے بچوں کی کنیت رکھنے میں جلدی کرو کہیں ان کے (برے) القابات نہ پڑ جائیں۔[6]

عوام میں پائی جانے والی مشہور باتیں: ٭ کچھ لوگ تاریخ کے اعتبار سے نام رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں یعنی بچہ جس تاریخ کو پیدا ہوا اس کا حساب لگا کر نام رکھا جاتا ہے، اگرچہ علم الاعداد کے حساب سے نام رکھنا بزرگوں سے ثابت ہے، لیکن بزرگانِ دِین اپنا تاریخی نام اصل نام سے الگ رکھتے ہیں۔[7] ٭ جب بچے کے والدین ننھیال اور ددھیال والے سب مختلف نام بتائیں تو پھر قرعہ ڈال کر نام کو سلیکٹ کیا جاتا ہے۔ ٭ نام صرف پھوپھی ہی رکھے گی، جبکہ یہ نظریہ درست نہیں کسی نیک ہستی سے نام رکھوایا جائے۔ ٭ بعض رشتے داروں کی ضد ہوتی ہے کہ ہم نام رکھیں گے اور پھر ان کا بتایا ہوا نام نہ رکھا جائے تو ناراضی جنم لیتی ہے ٭ اگر کسی وجہ سے نام بدل دیا جائے تب بھی رکھنے والے ناراض ہو جاتے ہیں۔ ٭ ایکٹرز اور دیگر مشہور لوگوں جیسے نام رکھے جاتے ہیں، حالانکہ یہ مناسب نہیں، کیونکہ بسا اوقات ان لوگوں کے نام مسلمانوں والے ہی نہیں ہوتے ٭ بچے کی پیدائش کو چھ دِن ہو جائیں تو چھٹی نامی ایک تقریب میں نام رکھا جاتا ہے، حالانکہ نام ساتویں دن رکھنا بہتر ہے۔ ٭ بعض لوگ یونیک نام کی تلاش میں کئی کئی دنوں تک نام ہی نہیں رکھتے ہیں۔ ٭ بچہ بیمار ہونے پر کسی نے کہہ دیا کہ نام بدل دو بچے کا نام بہت بھاری ہے تو بہت سے لوگ تبدیل کر دیتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ ٭ بعض نادانوں میں یہ مشہور ہے کہ جس گھر میں 3 ایسے نام ہوں جن میں ن آئے تو یہ منحوسیت ہے حالانکہ شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

---

1 شعب الایمان، 6/400، حدیث: 8658 2 فیض القدیر، 3/522، تحت الحدیث: 3745 3 ابو داود، 4/374، حدیث: 4948 4 ابو داود، 4/374، حدیث: 4950 5 بہارِ شریعت، 3/213، حصہ 16 ماخوذاً 6 کنز العمال، 16/176، حدیث: 45222 7 رسم ورواج کی شرعی حیثیت، ص 155

بنتِ محمود عطاریہ مدنیہ
فیضان آن لائن اکیڈمی فیصل آباد

وہ عمدہ اخلاق، اچھی عادات اور بہترین اعمال جن کے ذریعے انسان اللہ پاک کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرتا ہے اور دنیوی و اخروی ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے، انہیں منجیات یعنی نجات دلانے والے اعمال کہا جاتا ہے، [1] انہی اعمال میں سے ایک بہت ہی پیارا، عمدہ اور نفیس عمل توبہ بھی ہے۔ جب انسان کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے جس گناہ و نافرمانی کا ارتکاب کیا ہے، اس کا سب سے عظیم نقصان یہ ہے کہ وہ گناہ اس کے اور اُس کے رب کے درمیان رکاوٹ بن گیا ہے تو انسان کا اس گناہ کے ارتکاب پر شرمندگی محسوس کرنا، اس کو چھوڑنے اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لینا توبہ کہلاتا ہے۔[2] قرآنِ کریم میں ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ (پ28، التحریم:8) ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو، جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔ اس آیت کی تفسیر حدیث پاک کی روشنی میں یوں ہے کہ ایک بار حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! تَوْبَةً نَّصُوْحًا کیا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنے کئے ہوئے گناہ پر نادم ہو، پھر اللہ پاک سے معافی مانگے اور اس گناہ کی طرف کبھی نہ لوٹے جیسے دودھ اپنے تھن میں دوبارہ نہیں لوٹتا۔ [3]

توبہ کا شرعی حکم: امامِ تصوّف حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ ہر مسلمان پر ہر حال میں، ہر گناہ سے فوراً توبہ کرنا واجب ہے، یعنی جب یہ معلوم ہو جائے کہ یہ گناہ ہے تو اس پر ندامت اختیار کرنا اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کرنا اور گزرے ہوئے گناہوں پر ندامت و شرمندگی اور افسوس کرنا واجب ہے اور توبہ کے واجب ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ [4]

ایمان افروز بات: سچی توبہ سے چونکہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، لہٰذا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سچی توبہ اللہ پاک نے وہ نفیس شے بنائی ہے کہ ہر گناہ کے ازالے کے لئے کافی و وافی ہے، کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے بعد باقی رہے، یہاں تک کہ شرک و کفر (کہ سچی توبہ اور ایمان لانے سے یہ بھی مٹ جاتے ہیں)۔ [5]

توبہ سے متعلق 3 فرامین مصطفےٰ: توبہ کے حوالے سے 3 ایمان افروز احادیثِ کریمہ ملاحظہ ہوں: (1) ایک آدمی گناہ کرتا ہے، پھر اسی گناہ کے سبب جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! وہ کیسے؟ ارشاد فرمایا: گناہ کے بعد فوراً اس کی آنکھیں بارگاہِ الٰہی میں اشکبار ہو جاتی ہیں۔[6] (2) جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ کریم اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور محافظ فرشتوں کو بھی اس کے سابقہ گناہ بھلا دیتا ہے، اس کے جسمانی اعضا اس کی خطاؤں کو بھول جاتے ہیں، زمین کا وہ ٹکڑا جس پر اس نے گناہ کیا ہے اور آسمان کا وہ حصّہ جس کے نیچے اس نے گناہ کیا ہے، وہ سب بھی اس کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں، جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے گناہوں پر کوئی گواہی دینے والا نہیں ہو گا۔[7] (3)

اللہ پاک انسانوں کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اگرچہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگ کی مانند ہوں۔ جب کوئی بندہ گناہ کرے پھر وضو کر کے نماز پڑھے پھر استغفار کرے، اللہ پاک اس کے گناہ بخش دے گا۔[8]

توبہ میں تاخیر کے اسباب: بعض خواتین توبہ کی اہمیت جاننے اور اس کے فضائل معلوم ہونے کے باوجود بھی ٹال مٹول کرتی ہیں، اس کی وجوہات کیا ہو سکتی ہیں اور ان کا حل کیا ہے اس حوالے سے چند باتیں پیشِ خدمت ہیں:

❶ توبہ میں تاخیر کی ایک وجہ گناہوں کے انجام سے غافل ہونا ہے یعنی ہم اس بات کو بھول جاتی ہیں کہ ہمارے دن رات اگر گناہوں میں بسر ہوتے رہے تو دنیا کے علاوہ آخرت میں بھی تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس کا حل یہ ہے کہ ہم غور کریں: گناہوں پر ملنے والے عذابات اگرچہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں لیکن یقینی ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ پاک ہم سے ناراض ہو جائے اور معاذ اللہ جہنم کا عذاب ہمارا مقدر ہو جائے۔ ❷ توبہ میں تاخیر کی ایک وجہ گناہوں کی لذت میں مبتلا ہونا بھی ہے، اس کا حل یہ ہے کہ ہمیں یہ سوچ اپنانا ہو گی کہ زندگی کے مختصر ایام میں جب ہم لذتوں کو نہیں چھوڑ سکتیں تو آخرت کی ابدی لذتوں کو کیسے چھوڑنا گوارا کر سکتی ہیں۔ ❸ توبہ میں تاخیر کی ایک وجہ طویل عرصہ زندہ رہنے کی امید لگائے رکھنا بھی ہے، حالانکہ کسی کو بھی نہیں معلوم کہ اس نے دنیا میں کتنا عرصہ زندہ رہنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حکیم لقمان رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت فرمائی: بیٹا! توبہ میں تاخیر نہ کرنا کیونکہ موت اچانک آتی ہے۔ چنانچہ اس کا حل یہ ہے کہ ہم اپنا ذہن بنالیں کہ اگر کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو فوری توبہ کر لیں ورنہ اچانک موت آ گئی اور بغیر توبہ کے مر گئیں تو ہمارا کیا بنے گا؟

توبہ پر استقامت کیسے حاصل ہو؟ یقیناً توبہ ایک بہت ہی اچھا عمل ہے لیکن اس پر استقامت پانا بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے، توبہ پر استقامت پانے کیلئے ہمیں چاہیے کہ ٭ اللہ پاک سے دعا کرتی رہیں ٭ روزانہ رات کو سونے سے پہلے صلاۃ التوبہ ادا کریں ٭ کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً کوئی نیکی کر لیں تاکہ وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے ٭ امیر اہلسنت کے عطا کردہ نیک اعمال پر عمل کی عادت بنائیں ٭ روزانہ اپنے اعمال کا جائزہ لیں ٭ اپنے آپ کو اچھے ماحول سے وابستہ رکھیں۔ ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی برکت سے ان شاءاللہ توبہ پر استقامت نصیب ہو گی۔

حکایت: حضرت ابو اسحاق رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں نے 30 سال اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ اللہ پاک مجھے سچی اور خالص توبہ کی توفیق عطا فرما۔ 30 برس گزر جانے کے بعد میں اپنے دل میں تعجب کرنے لگا اور اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! تو پاک اور بے عیب ہے، میں نے 30 سال تیری بارگاہ میں ایک التجا کی لیکن تو نے اب تک میری اس حاجت کو پورا نہ کیا۔ فرماتے ہیں: جب میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا تھا کہ تم اپنی 30 سالہ دعا پر تعجب کرتے ہو! کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ تم اللہ سے کتنی بڑی چیز مانگ رہے ہو؟ تم اس بات کا سوال کر رہے ہو کہ اللہ تجھے اپنا محبوب اور دوست بنالے؟ کیا تم نے اللہ پاک کا یہ فرمان نہیں سنا: اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ﴿۲۲۲﴾ (پ2، البقرہ:222) ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ تو کیا تم اس محبت کو معمولی سمجھتے ہو؟[9] اللہ کریم اپنے نیک بندوں کے صدقے میں ہمیں بھی سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

❶ احیاء العلوم، 4/7 ماخوذاً ❷ احیاء العلوم، 4/11 ملخصاً ❸ تفسیر درّ منثور، 8/227 ❹ احیاء العلوم، 4/17 ماخوذاً ❺ فتاوی رضویہ، 21/121 ❻ الزھد لابن المبارک، ص52، حدیث:162 ❼ التوبہ لابن عساکر، ص77، حدیث:12 ❽ ترمذی، 1/415، حدیث:406 ❾ منہاج العابدین، ص24

اللہ ورسول کی نافرمانی یعنی احکامِ شریعت پر عمل نہ کرنے کو گناہ و معصیت اور گناہ کرنے والے کو گناہ گار یا عاصی کہتے ہیں۔ گناہ کی دو قسمیں ہیں: صغیرہ اور کبیرہ۔ صغیرہ (کی تعریف یہ بھی ہے کہ یہ) وہ گناہ ہے جس کے کرنے پر شریعت میں کوئی وعید نہیں آئی یعنی اس کی کوئی خاص سزا بیان نہیں کی گئی۔ کوئی نیکی، عبادت، صَدَقہ، اطاعتِ والدین وغیرہ کی جائے تو اس کی برکت سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتا ہے اور توبہ بھی ضروری نہیں، مگر شرط یہ ہے کہ اس پر اصرار نہ ہو کہ گناہِ صغیرہ اصرار سے گناہِ کبیرہ بن جاتا ہے، جبکہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر وعید آئی یعنی وعدۂ عذاب دیا گیا۔ چنانچہ ایسے گناہوں پر خالص توبہ و استغفار لازم ہے۔[1] گناہوں کے صغیرہ و کبیرہ ہونے کے اعتبار سے ان کی صحیح تعداد بیان کرنا بہت مشکل ہے، البتہ! کبیرہ گناہوں کی پہچان حاصل کرنے کے لئے امام ذہبی رحمۃُ اللہِ علیہ کی کتاب الکبائر اور امام ابن حجر ہیتمی رحمۃُ اللہِ علیہ کی کتاب الزواجر عن اقترافِ الکبائر کا مطالعہ مفید ہے کیونکہ ان دونوں کتابوں میں بہت سے کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ البتہ! یہ بھی یاد رہے کہ سب کے سامنے گناہ کرنا اور اس بات کا خیال نہ رکھنا کہ لوگ دیکھ رہے ہیں، اعلانیہ گناہ کہلائے گا۔ اب اگر گناہ ایسا ہے جو انسان کو فاسق بنا دیتا ہے جیسے کبیرہ گناہ یا صغیرہ گناہ پر اصرار تو ایسا گناہ کرنے والا فاسق معلِن یعنی علی الاعلان فسق کرنے والا کہلائے گا۔ چھپ کر گناہ کرنے والے شخص کے مقابلے میں علی الاعلان گناہ کرنے والا زیادہ خطرناک ہے، ایسے لوگ سب کے سامنے گناہ کر کے کہتے ہیں کہ ہم کسی کے باپ سے نہیں ڈرتے۔ اسی کو بے باکی کہتے ہیں اور اس کی شامت زیادہ ہے۔[2]

گناہوں کی نحوست دل میں مزید نفرت پیدا کرنے کیلئے گناہوں کی چند نحوستوں کو یاد رکھئے: * اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ناراض ہونا * شیطان کو خوش کرنا * رحمتِ الٰہی کا دور ہو جانا * چہرے سے ایمان کا نور نکل جانے سے چہرے کا بے رونق ہو جانا * بھلائیوں اور نعمتوں سے محروم ہو جانا * جنت سے دور اور جہنم سے قریب ہو جانا * روزی کم ہو جانا یا پھر اس میں بے برکتی ہونا * خوش قسمتی کا بد قسمتی میں بدل جانا * دل کا سخت ہو جانا * عبادت سے ہی یا پھر عبادت میں رقت اور خشوع و خضوع کا محروم ہو جانا * صحت خراب ہو جانا * عقل میں فتور پیدا ہو جانا * لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جانا * کھیتوں اور باغوں کی پیداوار میں کمی ہو جانا * نعمتوں کا چھن جانا * ہر وقت دل کا پریشان رہنا * اچانک لا علاج بیماریوں میں مبتلا ہو جانا * شرم و غیرت کا جاتے رہنا * ہر طرف سے ذلت و رسوائی کا سامنا ہونا وغیرہ۔

گناہوں کے اسباب یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ ہر کام کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے، چنانچہ گناہوں کے بھی اسباب اور وجوہات ہیں جن کی بنا پر انسان ان کی نحوست میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

خوفِ خدا نہ ہونا: جب کسی انسان کے دل میں اللہ پاک کا ڈر ہی نہ ہو گا تو وہ جری ہو جائے گا اور بے باکی کے ساتھ گناہ کرنے والا بن جائے گا۔ نیز خوفِ خدا اسی صورت میں ہمیں حاصل

ہو گا جبکہ ہمیں اللہ پاک کی معرفت نصیب ہو۔ **دنیاوی مال و دولت:** حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی اہلِ علم کا قول ہے کہ میں نے ہر گناہ کے متعلق غور کیا تو اس کا سبب مال کی محبت کو پایا، لہٰذا جس نے اپنے دل سے مال کی محبت کو نکال دیا اس نے سکون حاصل کر لیا۔[3] **صحت و تندرستی:** بعض لوگ جنہیں صحت کی زبردست نعمت حاصل ہوتی ہے انہیں چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اس نعمت کا استعمال اللہ پاک کے پسندیدہ کاموں کے لئے کرتے لیکن وہ بدقسمتی سے نیکیوں اور اللہ پاک کی رضا والے کاموں کو بھول جاتے ہیں اور شیطان ان کے کان پکڑ کر انہیں گناہوں میں دھکیلتا رہتا ہے۔ **فراغت:** یقیناً وقت انتہائی عظیم نعمت ہے اس کا جس قدر اچھا استعمال کیا جائے یہ اتنا ہی زیادہ فائدہ مند ہے لیکن جو لوگ اپنے اوقات کو اہم کاموں میں صرف کر کے اللہ پاک کی رضا کا سامان نہیں کرتے تو ان کا وقت شیطانی یعنی اللہ پاک کو ناراض کرنے والے اور اس کی نافرمانی والے کاموں میں ضائع ہوتا رہتا ہے۔

بری صحبت: صحبت کا کسی بھی انسان پر بہت اثر پڑتا ہے اس لئے جو بدنصیب بری صحبت اختیار کر لیتے ہیں وہ گناہوں میں مبتلا ہو کر نیکیوں اور اللہ پاک کی رضا سے دور ہو جاتے ہیں۔

گناہوں سے بچنے کے طریقے گناہوں کی وجوہات و اسباب جاننے کے بعد گناہوں سے بچنے کا طریقہ اور اس کا علاج معلوم ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔

اس حوالے سے چند ضروری باتیں پیشِ خدمت ہیں: **تقویٰ:** کسی بھی مسلمان کے دل میں جس قدر تقویٰ ہو گا وہ اسی قدر گناہوں سے نفرت اور دوری محسوس کرے گا لہٰذا ہر حال میں تقویٰ و پرہیز گاری کو لازم کر لیجئے۔ **دنیا سے بے رغبتی:** دل جس قدر دنیا کی محبت سے خالی ہو گا اسی قدر گناہوں میں کمی آئے گی اس لئے یوں ذہن بنائیے کہ دنیا کا سارا مال و متاع یہیں رہ جائے گا اور فنا ہو جائے گا بندے کو اس کا ایمان اور نیک اعمال ہی کام آئیں گے اس طرح غور و فکر کرنے سے اِن شاءَ اللہ دنیا کی محبت کم ہو گی اور گناہوں سے بچنے میں مدد ملے گی۔ **نقصانات کا جائزہ:** گناہوں کے دنیوی اور اخروی شدید نقصانات پر غور کر لیا جائے اور ان سے بچنے کی صورت میں حاصل ہونے والے انعامات پر بھی نظر رکھنے سے قوی امید ہے کہ گناہوں سے بچنے کا بھرپور جذبہ پیدا ہو گا۔ **اچھا ماحول:** جب انسان تنہا ہو تو شیطان کے لئے اس پر حملہ آور ہونا آسان ہوتا ہے لیکن جب کوئی کسی اچھے، اصلاحی اور دینی ماحول سے وابستہ ہو تو شیطان کا اس پر گرفت کرنا مشکل ہو جاتا ہے ایسا شخص آسانی سے گناہوں سے بچنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، لہٰذا شیطان کے مکر و فریب سے بچنے کے لئے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہو جایئے ان شاءَ اللہ دونوں جہاں کی کامیابیاں اور بھلائیاں حاصل ہوں گی۔

ایمان افروز نسخہ: آخر میں گناہ جھاڑنے کے تعلق سے ایک ایمان افروز نسخہ حدیثِ پاک کی روشنی میں پیشِ خدمت ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خشک پتوں والے ایک درخت کے پاس تشریف لائے اور اپنے دست مبارک میں موجود لاٹھی اس پر ماری تو اس کے پتے جھڑنے لگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ**۔ یہ کلمات گناہوں کو اس درخت کے پتوں کی طرح جھاڑ دیتے ہیں۔[4] اللہ پاک ہمارے تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو معاف فرمائے اور ہمیں خوب نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

(1) گلدستہ عقائد و اعمال، ص106 (2) نابالغ کسی کا حق مار دے تو؟، ص 12
(3) اللہ والوں کی باتیں، 2/580 (4) ترمذی، 5/315، حدیث:3544، بتقدم و تاخر

حسنِ اخلاق کا ثمرہ

اُمِ سلمہ عطاریہ مدنیہ
ملیر، کراچی

آج کلاس میں انیقہ کا پہلا دن تھا، اس لئے ٹیچر نے اس کا مختصر سا تعارف کروانے کے بعد اسے انعم کے برابر بیٹھنے کو کہا۔ چنانچہ انیقہ وہاں بیٹھنے لگی تو اس نے محسوس کیا کہ انعم کو اس کا وہاں بیٹھنا بالکل اچھا نہیں لگا، کیونکہ انعم نے گردن جھٹک کر ناگواری کا مظاہرہ کیا تھا۔ بریک ٹائم ہوتے ہی کلاس کی دیگر طالبات نے انیقہ کو گھیر لیا اور ہمدردانہ مشورہ دیتے ہوئے بولیں: انیقہ انعم سے ذرا محتاط رہنا، وہ بہت ہی شرارتی اور بدتمیز ہے، بلاوجہ تنگ کرتی رہتی ہے، اسی لئے ہم سب بھی اس سے دور رہتی ہیں، وہ خود بھی کسی سے دوستی کرنا پسند نہیں کرتی۔ انیقہ کو ان کی بات عجیب لگی، وہ بولی: دیکھئے! کسی کی شرارت اور بدتمیزی کی وجہ سے اس سے بے رُخی برتنا اور اجتماعی بائیکاٹ کرنا دُرست نہیں کیونکہ اس سے اس میں اچھا بدلاؤ کبھی نہیں آسکے گا۔ انیقہ ان کے سمجھانے کے باوجود اپنی بات پر ڈٹی رہی کہ شرارت و بدتمیزی کی وجہ سے انعم کو اس کے حال پر چھوڑ کر اس سے ترکِ تعلق کرنا ٹھیک نہیں تو ان طالبات نے ہار مانتے ہوئے کہا: دیکھو انیقہ! تمہیں متنبہ کرنا ہمارا کام تھا سو ہم نے کر دیا، اب تمہاری مرضی، تم خود ہی اس کی اصلاح کرتی پھرو یا پھر "آبیل مجھے مار" کا انجام بھگتو۔

انیقہ کی مستقل سیٹ چونکہ انعم کے برابر تھی، لہٰذا انعم زیادہ جگہ خود گھیر کر اس کے بیٹھنے کے لئے بہت تنگ جگہ چھوڑتی اور ڈیسک کے زیادہ حصے پر جان بوجھ کر اپنی کاپیاں اور کتابیں پھیلا کر رکھتی، انیقہ کوئی بات کرنا چاہتی تو حقارت سے دوسری طرف منہ پھیر لیتی، غرض یہ کہ وہ انیقہ کو طرح طرح سے ستاتی، مگر انیقہ اس کی ایذا رسانی پر کوئی جوابی ردِّ عمل ظاہر کرتی نہ کوئی شکوہ کرتی بلکہ اس کی حرکتوں پر مسکرا دیا کرتی۔ تین مہینے تک انیقہ کے مسلسل حسنِ اخلاق اور درگزر کا ثمرہ یوں ظاہر ہوا کہ ایک دن انعم پہلی بار انیقہ سے یوں مخاطب ہوئی: انیقہ میں اتنے عرصے سے مسلسل تمہیں ستا رہی ہوں مگر دوسری لڑکیوں کی طرح تم مجھ سے بدظن ہوئیں نہ کبھی کوئی جوابی کاروائی کی اور نہ کبھی بُرا منایا بلکہ میرے ستانے پر ہمیشہ مسکرا دیتی ہو، کیا تم کو غصہ نہیں آتا؟ انیقہ نے جواب دیا: مسکرانا تو ہمارے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے، اس لئے میں مسکرانا پسند کرتی ہوں اور جہاں تک غصے کی بات ہے تو مجھے بھی کبھی کبھی غصہ تو آتا ہے مگر ستانے والوں اور تعلقات توڑنے والوں کو معاف کر کے ان سے اچھا سلوک کرنا بھی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ہمیں سکھایا ہے، بلکہ آپ نے تعلق توڑنے والوں سے تعلق جوڑنے، محروم کرنے والے کو عطا کرنے اور ظلم کرنے والے کو معاف کرنے کو دنیا و آخرت کے عمدہ اخلاق قرار دیا ہے۔[1]

انعم کو یہ باتیں اچھی لگیں، وہ روزانہ انیقہ سے کچھ نہ کچھ باتیں کرنے لگی، انیقہ اسے اچھی اچھی باتیں بتاتی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے ہی عرصے میں ان دونوں کی بڑی گہری دوستی ہوگئی اور انعم نے دوسروں کو ستانا بھی چھوڑ دیا، اس کے رویے میں رونما ہونے والی تبدیلی سے طالبات بھی سمجھ گئیں کہ کسی کی اصلاح کرنے اور اس کے دل میں اپنے لئے جگہ بنانے کا بہترین ذریعہ حسنِ اخلاق ہی ہے۔

---

1 معجم الاوسط، 4/160، حدیث:5567

تحریری مقابلہ

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کا سلسلہ جامعات کی معلمات، ناظمات اور تنظیمی ذمہ داران کے تحریری مقابلے اور ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 26ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ چنانچہ اس ماہ جامعات کی معلمات، ناظمات اور تنظیمی ذمہ داران کے تحریری مقابلے کے موصول ہونے والے کل مضامین 8 تھے، جبکہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے تحت ہونے والے 26ویں تحریری مقابلے کے کل مضامین 116 تھے جن میں سے 36 بعض وجوہات کی بنا پر قبول نہیں ہوئے، جن کے مضامین قبول ہوئے ان سب کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
تفسیر کی اہمیت وافادیت وضرورت	2	تزکیۂ نفس	1	حدیث کی فضیلت واہمیت وضرورت	5
نمازِ عصر کی فضیلت واہمیت پر 5 فرامینِ مصطفٰے	63	قرآنِ کریم سے 10 مقاصدِ بعثتِ انبیا	14	رمضان المبارک کی 5 منفرد خصوصیات	39

پہلے مقابلے کے مضمون بھیجنے والیوں کے نام: **کراچی:** اُمِّ خلاد عطاریہ (ملیر)، بنت محمود علی (خداداد کالونی)، ام ورد عطاریہ (آگرہ تاج)۔ **متفرق شہر:** بنتِ سلیم (حیدر آباد)۔ بنت اشرف عطاریہ، بنت غلام یاسین (میانوالی)، **ہند:** بنتِ پرویز احمد خان (مرزاپور)۔

26ویں مقابلے کے مضمون بھیجنے والیوں کے نام: کراچی: ام ورد عطاریہ، بنتِ ندیم عطاریہ (لیاری)، ام خلاد عطاریہ، بنتِ محمد موسیٰ (ملیر)، بنتِ مرزا عظیم بیگ، اُمِ فیضان عطاریہ (لائنز ایریا)، بنتِ صغیر عطاریہ (وائرلیس گیٹ)، بنتِ فاروق (بوہرہ پیر)، بنتِ شہزاد احمد (چونا بھٹی)، بنتِ مظہر عطاریہ (شاہ فیصل ٹاؤن)، بنتِ منصور (نیول کالونی)، بنتِ عدنان (رنچھوڑ لائن)، بنتِ حکمد داد (سلطان آباد)، بنتِ جمیل احمد (نیو کراچی)، بنتِ ذو القرنین قادری (گلشن اقبال)، بنتِ شریف (شیر شاہ)، بنتِ ظفر نسیم، بنتِ عبد الرشید (بہادر آباد)۔ بنتِ محمد شفیع خان، بنتِ محمد اکرم۔ **حیدر آباد:** بنتِ محمد جاوید (سرفراز کالونی)۔ **سیالکوٹ:** بنتِ اعجاز، بنتِ رمضان، بنتِ شبیر احمد، بنتِ طارق، بنتِ سعید احمد، بنتِ محمد مالک عطاریہ، بنتِ نصیر احمد، بنتِ شفیق (جامعۃ المدینہ گرلز گلبہار)، بنتِ شبیر حسین، بنتِ محمود رضا انصاری، بنتِ محمد نواز، بنتِ صدیق (فیضان ام عطار شفیع کا بھٹہ)، بنتِ محمد الیاس عطاریہ (احمد نگر بونگا)، بنتِ محمد ثاقب (اگوکی)، بنتِ منیر احمد (رکھانے)، بنتِ عبد العزیز عطاریہ (حمزہ غوث)۔ **لاہور:** بنتِ شفیق عطاریہ، بنتِ محمد نعیم (تاجپورہ)، بنتِ محرم عطاریہ، بنتِ مشتاق (نشاط کالونی)، بنتِ حافظ علی محمد (ازمیر ٹاؤن)، بنتِ محمد حنیف (برج اناڑی)، بنتِ عبد الرزاق (کوٹ لکھپت)۔ **واہ کینٹ:** بنتِ بشیر احمد (گرین سٹی)، بنتِ سلطان، بنتِ آصف جاوید (گلشن کالونی)، بنتِ شوکت۔ **جوہر آباد:** بنتِ فلک شیر عطاریہ (فالکن روڈ)، بنتِ غلام محمد (عباس ٹاؤن)، بنتِ نیاز قریشی (جوہر ٹاؤن)۔ **کوئٹہ:** بنتِ حاجی غلام حیدر۔ **اوکاڑہ:** بنتِ امجد علی، بنتِ رفیع عطاریہ۔ **راولپنڈی:** بنتِ مدثر عطاریہ (صدر)، بنتِ محمد شفیع (ہارلے)۔ **متفرق شہر:** بنتِ وزیر احمد (لودھراں)۔ بنتِ محمد یسین ثانی (قصور)، بنتِ خضر (میانوالی)، اُمِّ حنظلہ عطاریہ (اسلام آباد)، بنتِ صدیق (گجرات)۔ **اوورسیز: ہند:** بنت پرویز احمد (مرزاپور)، ام حذیفہ (بھیونڈی)، بنت محمد سہیل (دہلی)، بنت اعجاز حسین (مدھیہ پردیش)، بنت محمد شفیع (سرنکوٹ)، بنت عبد الرشید (مہنڈر)، بنت محمد اشرف، بنت عبد الرشید (پامپور)، بنت معروف (پونچھ)۔ **امریکہ:** بنت عبد الرؤف عطاریہ۔

تفسیر کی اہمیت وافادیت وضرورت

ام خلاد عطاریہ مدنیہ (ملیر)

قرآنِ کریم اللہ پاک کا کلام ہے۔ درست قواعد کے ساتھ اس کی تلاوت کرنا اور اس کے معانی و مطالب کو سمجھنا بہت بڑی عبادت و سعادت ہے۔ قرآنِ کریم سمجھ کر پڑھنے سے دلوں کو سُرور اور سکون ملتا ہے۔ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک آیت سمجھ کر اور غور و فکر کر کے پڑھنا بغیر غور و فکر کیے پورا قرآن پڑھنے سے بہتر ہے۔[1] قرآنِ کریم سمجھنے کیلئے تفسیر کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو لوگ قرآنِ مجید پڑھتے ہیں اور وہ اس کی تفسیر نہیں جانتے ان کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جن کے پاس رات کے وقت ان کے بادشاہ کا خط آیا اور ان کے پاس چراغ نہیں جس کی

روشنی میں وہ اس خط کو پڑھ سکیں تو ان کے دل ڈر گئے اور انہیں معلوم نہیں کہ اس خط میں کیا لکھا ہے؟ اور وہ شخص جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کی تفسیر جانتا ہے اس کی مثال اس قوم کی طرح ہے جن کے پاس قاصد چراغ لے کر آیا تو انہوں نے چراغ کی روشنی سے خط میں لکھا ہوا پڑھ لیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ خط میں کیا لکھا ہے۔[2] یاد رکھیے! قرآنِ کریم کے نزول کا مقصد اس کے احکامات کے مطابق عمل کرنا ہے نہ کہ صرف تلاوت کرنا۔[3] اور قرآنِ کریم کے احکامات کو صحیح طور پر سمجھنے کیلئے تفسیر بہت ضروری ہے۔ اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر حضرات بھی تفسیر سیکھا کرتے تھے۔ جیسا کہ جنتی صحابی حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم نے زمانے کا ایک حصہ اس حالت میں بسر کیا کہ ہم میں سے ایک شخص کو قرآنِ کریم سے قبل ایمان دیا جاتا، پھر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر کوئی سورت نازل ہوتی تو ہم اس کے حلال و حرام اور امر و نہی اور جن احکام کا جاننا ہمارے لئے ضروری ہوتا سیکھتے جیسا کہ تم قرآنِ کریم سیکھا کرتے ہو۔ اس کے بعد میں نے ایسے افراد دیکھے جنہیں ایمان سے قبل قرآنِ کریم دیا جاتا ہے، وہ شخص سورۂ فاتحہ سے لے کر اختتامِ قرآن تک مکمل تلاوت کرلیتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ اس کے امر و نہی کیا ہیں؟ اور نہ ہی جن احکام کا جاننا اس پر لازم ہے وہ جانتا ہے بلکہ وہ اوراقِ قرآن اس طرح بکھیرتا ہے جیسے ردی کھجوریں بکھیری جاتی ہیں۔[4] لہٰذا تلاوتِ قرآن کے ساتھ ساتھ تفسیر کو بھی اپنے معمولات میں شامل کیجیے اور دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق مستند تفاسیر کی روشنی میں لکھی گئی تفسیر صراط الجنان سے روزانہ کم از کم تین آیات پڑھنے، سننے کی عادت بنائیے۔ تفسیر صراط الجنان کی موبائل ایپلی کیشن بھی پلے اسٹور پر موجود ہے، جبکہ دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ سے اس کے آڈیو کلپس بھی ڈاؤن لوڈ کر کے سنے جاسکتے ہیں۔

تزکیۂ نفس

بنت محمود علی (خداداد کالونی)

سوال یہ ہے کہ نفس کیا ہے؟ جب ہمیں اس کا علم ہو گا تو ہی ہم اس کا تزکیہ کر پائیں گی۔ نفس خواہشات کی آماجگاہ ہے۔ نفسِ انسانی بدن میں ایسا چور ہے جو انسان کو اللہ پاک کی طرف مائل ہونے نہیں دیتا۔ نفس و شیطان دو ایسی قوتیں ہیں جو انسان کو گناہوں کی طرف لے جاتی ہیں۔ شیطان کا تزکیہ ممکن نہیں پر نفس کا تزکیہ ہو سکتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آخر "تزکیہ" کیا ہے اور نفس کا تزکیہ کس طرح ممکن ہے؟ "تزکیہ" کے لفظی معنیٰ "صفائی" ہے۔ جبکہ اہلِ علم نے تزکیۂ نفس اصطلاح کو اپنے اپنے نظریے سے بیان کیا ہے۔ لفظی معنیٰ سے تو یہ سمجھ آتی ہے کہ تزکیۂ نفس سے مراد نفس کی صفائی ہے۔ بعض اہلِ علم کے نزدیک تزکیہ ایک باطنی قوت ہے۔ جو شخص خیر، بھلائی یا نیکی کا کام کرنا چاہتا ہے اسے سب سے پہلے جس قدرت کی ضرورت پیش آتی ہے وہ تزکیہ ہے۔ بعض اہلِ علم کے نزدیک دل کے آئینے کو ہر گناہ سے پاک کرنے کی کوشش تزکیۂ نفس ہے خواہ اس کا تعلق حقوق اللہ سے ہو خواہ حقوق العباد سے۔ بعض اہلِ علم کے نزدیک تزکیۂ نفس سے مراد نفس کو امراضِ نفس اور خواہشاتِ نفس سے اس طرح پاک کرنا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنی نگاہِ کاملہ سے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے نفوس کو پاک کیا۔ تزکیۂ نفس کا ذکر قرآنِ کریم میں جگہ بہ جگہ ملتا ہے جیسا کہ سورۂ اعلیٰ آیت نمبر 14 میں ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَاۙ(۹) (پ30، الشمس:9) ترجمہ: بیشک جس نے نفس کو پاک کرلیا وہ کامیاب ہوگیا۔ تزکیۂ نفس **کیسے** ہو؟ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب منہاج العابدین میں لکھتے ہیں: یہ نفس بہت ہی مکار اور 70 شیطانوں سے بھی زیادہ خبیث ہے۔[5] (1) نفس کے شر سے بچنے کے لئے تم اس کے حالات، بُرے ارادے اور خیالات پر غور کرو۔ شاعر نے کہا ہے: ترجمہ: نفس خراب گدھے کی طرح ہے۔ اگر تم اسے سیر کرو تو لوگوں کو کچلتا ہے اور اگر بھوکا رہے تو رینگتا ہے۔ (2) نفس کو مشقت میں ڈالو کیونکہ جب یہ کسی گناہ کے لئے تیار ہو جائے تو اسے اللہ پاک اور رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا واسطہ دو۔ اگر یہ باز نہ آئے تو اسے روٹی نہ کھلانے کا کہو تو پُرسکون ہو کر بیٹھ جائے گا یعنی اس کو مشقت میں ڈالو، کھانے پینے سے روکو اور آرام نہ دو تو خود ہی قابو میں آجائے گا۔ (3) **حقوقُ اللہ اور حقوقُ العباد کے گناہوں سے دل کو پاک کرنا:** حقوقُ اللہ سے متعلق گناہ ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ استغفار کی کثرت کی جائے اور جو گناہ حقوق العباد سے متعلق ہے وہ اللہ پاک معاف نہیں فرماتا جب تک متاثر ہونے والے فرد سے حساب صاف نہ کرلیا جائے تو اس

طرح نفس کو پاک کیا جا سکتا ہے اور کدورت والے دل کا تزکیہ ممکن نہیں ہے۔(4) تزکیۂ نفس کا سب سے اعلیٰ طریقہ وہی ہے جو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا طریقہ ہے۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا تزکیۂ نفس کا طریقہ کار اس واقعے سے جانتی ہیں۔ چنانچہ

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا کہ حضرت عمر نے اپنی محبت کا اظہار یوں کیا: یارسول اللہ! میں آپ کو اگرچہ سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں مگر مجھے اپنی جان بھی عزیز ہے تو حضور نے گویا فرمایا کہ ابھی اے عمر! تم درجہ کمال پر فائز نہیں ہوئے اگر ایسا چاہتے ہو تو مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب رکھنا ہو گا۔ چنانچہ اتنا سننا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! اب میں واقعی ایسا محسوس کرتا ہوں کہ آپ کی ذات پاک مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ ارشاد ہوا: اب تم درجہ کمال کو پہنچ گئے ہو۔[6]

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی نگاہِ کامل اور صحبتِ مبارکہ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تزکیہ فرمایا کرتے تھے اور قرآنِ کریم میں بھی ربِّ کریم نے ارشاد فرمایا: ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتا ہے۔(پ28، الجمعۃ:2) یعنی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قرآنِ پاک کی تعلیم دیتے اور پھر نگاہِ کامل سے ان کا تزکیہ فرماتے ہیں۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نگاہ، صحبتِ بابرکت اور محفلِ پاک سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تزکیہ فرمایا۔ **آپ کے ظاہری وصال کے بعد تزکیۂ نفس کیسے؟** آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رسالت قیامت تک قائم رہنے والی ہے، اس لیے آپ نے فقرا اور عارفین کو اپنا جانشین بنایا اور انہی لوگوں کو تزکیۂ نفس کا علم نور عطا فرمایا۔ لہٰذا آپ کے وصالِ ظاہری کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا تزکیہ فرمایا۔ پھر تابعین رحمۃ اللہ علیہم نے تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا تزکیہ فرمایا اور یوں یہ سلسلہ چلتا چلا جارہا ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ **فی زمانہ تزکیۂ نفس:** قرآن و حدیث اور دیگر کتب کے مطالعہ سے علمِ تزکیہ تو حاصل ہو سکتا ہے پر حالتِ تزکیہ نہیں۔ حالتِ تزکیہ کے حصول کے لیے مرشدِ کامل کی ضرورت ہے اور مرشد بھی وہ جو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے طریقے کے عین مطابق نفس کا تزکیہ کر کے انسان کو خواہشاتِ نفسانی اور امراضِ نفسانی سے پاک کر کے قربِ حق کی منازل طے کرائے۔ فی زمانہ نفس کے تزکیہ کیلئے مرشدِ کامل کی بیعت ضروری ہے۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے وارث اور جانشین علمائے کرام ہیں جن کے ذریعے ہمارے نفوس کا تزکیہ ممکن ہے۔ تو جس کے نفس کا تزکیہ ہو گیا وہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہے۔ الحمدللہ امیر اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ مرشدِ کامل ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے طریقے کے عین مطابق نفوس کا تزکیہ فرماتے ہیں۔ آپ بیعت کے ذریعے حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کا مرید بناتے ہیں۔ لہٰذا جو امیر اہلِ سنت سے مرید نہیں وہ جلد از جلد مرشدِ کامل کی بیعت کا شرف حاصل کریں۔ اللہ پاک ہمارے مرشدِ کریم کو صحت و عافیت والی نیکیوں بھری طویل زندگی عطا فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ اٰمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

حدیث کی فضیلت و اہمیت و ضرورت

اُمِّ ورد عطاریہ (لیاری)

حدیث کی تعریف: سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قول، فعل یا تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔ اسی طرح صحابی یا تابعی کے قول، فعل یا تقریر پر بھی حدیث کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ قول سے مراد کوئی بات کہنا، فعل سے مراد کوئی کام کرنا اور تقریر سے مراد یہ ہے کہ کسی نے سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی موجودگی میں کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اسے منع نہیں فرمایا، بلکہ سکوت فرما کر اسے جاری رکھا ہو۔ حدیث کی تعریف کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد حدیث کی اہمیت و ضرورت و افادیت کے متعلق جانتی ہیں کہ احادیثِ طیبہ کی ہمارے دین میں کتنی ضرورت و اہمیت ہے؟ یقیناً قرآنِ کریم مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں انسان کی زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں راہ نمائی موجود ہے مگر اس کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے احادیثِ کریمہ سے مدد لینا بہت ضروری ہے۔ اس کی مثال ہم اسلام کے ایک اہم رکن نماز کے ذریعے سمجھتی ہیں کہ قرآنِ کریم میں کم و بیش 700 مقامات پر نماز کا تذکرہ ہے اور کئی مقامات پر اس کے قائم کرنے کا حکم دیا گیا جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے:

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ(پ1،البقرۃ:43)ترجمہ: نماز قائم رکھو۔ اب ضروری ہے کہ نماز کو قائم کرنے کے لیے صلوٰۃ کو سمجھا جائے کہ صلوٰۃ کیا ہے اور اس کو کیسے قائم کرنا ہے؟ اس کا طریقہ انسانی عقل کے ذریعے نہیں سمجھ سکتا۔ اگر اس کو معنی سمجھنے کے لیے ہم لغت کی طرف رجوع کریں تو وہاں تو صرف اس کا لغوی معنی ہی ملے گا، اصطلاحی معنی اور جو اس کا طریقہ کار ہے وہ لغت سے معلوم نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کے لغوی اور اصطلاحی معنی میں فرق ہے۔ اس کے اصطلاحی معنی ہمیں سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اقوال، افعال اور احوال سے ہی سمجھ آ سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ہمیں نماز کو قائم کرنے کا طریقہ بیان کیا۔ حدیثِ مبارک کی اہمیت و ضرورت کو ہم ایک اور مثال کے ذریعے سمجھتی ہیں کہ قرآنِ کریم میں ربِّ کائنات نے نماز کے ساتھ کئی مقام پر زکوٰۃ کا حکم ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ فرمانِ باری ہے: وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ(پ1،البقرۃ:43) ترجمہ: اور زکوٰۃ ادا کرو۔ زکوٰۃ کا حکم تو ہمیں قرآن سے معلوم ہوا جو کہ اسلام کا تیسرا رکن ہے، لیکن زکوٰۃ کتنی ادا کی جائے؟ کس مال سے دی جائے؟ دینے والا کون ہو؟ وغیرہ مسائل کے بارے میں ہمیں حدیثِ مبارکہ سے ہی معلوم ہو گا۔ اسی طرح قرآنِ کریم کے دیگر احکامات نیز زندگی کے ہر شعبے میں ہمیں نبیِ آخر الزمان صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی راہ نمائی کی ضرورت ہے اور احادیثِ طیبات کی اہمیت و ضرورت قرآنِ کریم خود بیان فرماتا ہے۔ چنانچہ سورۂ اٰلِ عمران آیت نمبر 164 میں ہے: یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۚ-وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ(۱۶۴) ترجمہ: وہ ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ آیتِ کریمہ اس بارے میں واضح ہے کہ اللہ پاک نے بندوں کو قرآنِ کریم سکھانے اور ان کو ستھرا کرنے کے لیے نبیِ آخر الزمان صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا! قرآنِ مجید سمجھنے کے لیے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے راہ نمائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے، اسی لیے تو خالقِ کائنات نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو دنیا میں بھیجا۔ اگر قرآنِ مجید کے احکامات کو سمجھنا، سیکھنا آسان ہوتا تو اللہ پاک اس کو سمجھانے کے لیے اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو بطورِ معلمِ کائنات مبعوث کیوں فرماتا؟ اور یوں قرآنِ کریم کے آسان اور کامل ہونے کے باوجود کسی سکھانے والے کو اپنے بندوں کی طرف بھیجنا فضول ہو جاتا، حالانکہ عبث و فضول کام کی نسبت اللہ پاک کی شان کے لائق نہیں، نیز اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا! قرآنِ کریم اگرچہ زندگی گزارنے کے لیے ایک کامل و اکمل کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں مگر اس کو سمجھا اسی وقت جا سکتا ہے اور جب مدنی آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی احادیث سے مدد لی جائے۔ اللہ کریم ہمیں فیضانِ حدیث سے مالا مال فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

نمازِ عصر کی فضیلت و اہمیت پر 5 فرامینِ مصطفےٰ

بنتِ منصور (نیول کالونی)

اللہ پاک کا فرمان ہے: حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰىۗ (پ2،البقرۃ:238) ترجمہ: تمام نمازوں کی پابندی کرو اور خصوصاً درمیانی نماز کی۔ بخاری شریف میں ہے: نمازِ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔[7] جس طرح قرآنِ مجید میں نمازِ عصر کی اہمیت ذکر کی گئی ہے اسی طرح احادیثِ مبارکہ کا ذخیرہ بھی نمازِ عصر کی فضیلت و اہمیت کے ذکر سے معمور ہے۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

دیدارِ الٰہی کی بشارت: جنتیوں کے لئے افضل ترین نعمت اللہ پاک کا دیدار ہے جس کے لیے تمام جنتی انتظار کریں گے۔ ایک بار ہو گا تو پھر دوبارہ دیدار کا انتظار ہو گا۔ نمازِ عصر ادا کرنے والے کیلئے دیدارِ الٰہی کی بشارت بیان کی گئی ہے، چنانچہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا: بے شک تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو اور اس کے دیدار میں شک نہ ہو گا۔ لہٰذا اگر تمہارے لیے ممکن ہو کہ طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب سے پہلے کی نماز سے نہ تھکو تو ان کو ادا کر لیا کرو۔ پھر آپ نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی: اور سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو۔ (پ26،قٓ:39)[8]

جنت میں داخلے کی بشارت: مسلمان کیلئے جنت ایک نعمتِ عظمیٰ ہے اور ہر مسلمان (نیک و بد سب) جنت میں جانا اور جہنم سے نجات پانا چاہتا ہے اس لئے ہمیں نمازِ عصر کی پابندی کرنی چاہیے۔ کیونکہ نبیِ

اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں (فجر و عصر) پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔[9] **نارِ دوزخ سے رہائی کی بشارت:** نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے سورج کے طلوع اور اس کے غروب ہونے سے قبل یعنی فجر اور عصر کی نماز ادا کی وہ ہر گز آگ میں داخل نہیں ہو گا۔[10] **عصر کا ترک اہل و مال کی تباہی کا سبب:** جہاں نمازِ عصر کی ادائیگی خلد کی نعمتِ عظمیٰ کے حصول کا سبب ہے وہیں اس کا ترک ہلاکتِ اہل و مال ہے۔ چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: جس کی عصر کی نماز فوت ہو گئی گویا اس کا اہل و مال (سب کچھ) لٹ گئے۔[11] **عصر کا ترک اعمال کے باطل ہونے کا سبب:** حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: جس نے نمازِ عصر چھوڑی اس کا عمل ضائع ہو گیا۔[12] تفسیر صراط الجنان میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 238 کی تفسیر میں لکھا ہے: نمازِ عصر کی تاکید کی ظاہری وجہ یہ سمجھ آتی ہے کہ ایک تو اس وقت دن اور رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس وقت کاروبار کی مصروفیت کا وقت ہوتا ہے تو اس غفلت کے وقت میں نماز کی پابندی کرنا زیادہ اہم ہے۔[13] اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نماز قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

قرآنِ کریم سے 10 مقاصدِ بعثتِ انبیا

بنتِ حافظ علی محمد (از میر ٹاؤن، لاہور)

انبیائے کرام علیہم السلام کائنات کی نہایت معزز و محترم ہستیاں اور انسانوں میں ستاروں کی طرح چمکتی دمکتی شخصیات ہیں۔ ان کی پاک سیرتوں اور خدائی پیغام پہنچانے میں اٹھائی گئی مشقتوں میں تمام انسانیت کے لئے عظمت، شوکت اور ہمت و استقامت کا عظیم درس موجود ہے۔ اللہ پاک نے ان مقدس ہستیوں کو مخلوق کی طرف بھیجنے کی حکمتیں اور مقاصد قرآنِ پاک میں بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے 10 درج ذیل ہیں:

❶ **اللہ پاک کے حکم سے ان کی اطاعت کی جائے:** اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ (پ5، النسآء:64) ❷ **یہ ایمان و اطاعت پر لوگوں کو جنت کی خوشخبری اور کفر و نافرمانی پر جہنم کی وعید سنادیں:** اور ہم رسولوں کو اسی حال میں بھیجتے ہیں کہ وہ خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے ہوتے ہیں تو جو ایمان لائیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (پ7، الانعام:48) ❸ **بارگاہِ الٰہی میں لوگوں کے لیے کوئی عذر باقی نہ رہے:** (ہم نے) رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے (بھیجے) تاکہ رسولوں (کو بھیجنے) کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کیلئے کوئی عذر (باقی) نہ رہے اور اللہ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔ (پ6، النسآء:165) ❹ **دینِ اسلام کو دلائل و شواہد اور قوت و طاقت دونوں اعتبار سے دیگر تمام ادیان پر غالب کر دیا جائے:** وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔ (پ10، التوبۃ:33) ❺ **حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اپنی امت کو قرآن اور شرعی احکام پہنچادیں:** اسی طرح ہم نے تمہیں اس امت میں بھیجا جس سے پہلے کئی امتیں گزر گئیں تاکہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے حالانکہ وہ رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں۔ (پ13، الرعد:30) ❻ **اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں لوگوں کی مغفرت کا ذریعہ بن جائیں:** اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو اے حبیب! تمہاری بارگاہ میں حاضر ہو جاتے، پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (بھی) ان کی مغفرت کی دعا فرماتے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔ (پ5، النسآء:64) ❼ **اللہ پاک کی وحدانیت کو ثابت کریں:** اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو۔ (پ17، الانبیا:25) ❽ **لوگوں کو اللہ پاک کی عبادت کرنے پر اُبھاریں اور شیطان کی پیروی کرنے سے بچائیں:** بے شک ہر امت میں ہم نے ایک رسول بھیجا کہ (اے لوگو) اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔ (پ16، النحل:36) ❾ **انسانوں میں انصاف کو قائم کریں:** بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اُتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔ (پ27، الحدید:25) ❿ **اختلافات کا خاتمہ کریں:** تو اللہ نے انبیا بھیجے خوشخبری دیتے ہوئے اور ڈر سناتے ہوئے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان کے اختلافات میں فیصلہ کر دے۔ (پ2، البقرۃ:213) اللہ پاک ہمیں آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سیرت کے مطابق زندگی گزارنے کی

توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

رمضان المبارک کی 5 منفرد خصوصیات

بنت مدثر عطاریہ (راولپنڈی)

الحمدللہ! اُمتِ مسلمہ پر ربِّ کریم نے کئی خصوصی نوازشات فرمائیں اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے منسوب ہونے کی وجہ سے اس اُمت کو خصوصی انعام و اکرام سے نوازا۔ انہی میں سے ایک نعمتِ ربِ رحمٰن "ماہِ رمضان" بھی ہے۔

یا خدا ہم عاصیوں پر یہ بڑا احسان ہے
زندگی میں پھر عطا ہم کو کیا رمضان ہے[14]

ماہِ رمضان کیا آتا ہے رحمتوں کی برسات، بخشش کے پروانے، اجر و ثواب کمانے کے مواقع عرض یہ کہ عبادت گزاروں کی عید ہو جاتی ہے۔ ماہِ غفران کی برکتیں سمیٹنے کے لیے رمضان المبارک کی چند منفرد خصوصیات پڑھتی ہیں:

❶ **ماہِ نزولِ کتب سماویہ:** اللہ کریم فرماتا ہے: رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ (پ2، البقرۃ:185) نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے رمضان شریف کی پہلی رات نازل ہوئے۔[15] رمضان المبارک ہی میں توریت، انجیل اور زبور نازل ہوئیں۔[16] معلوم ہوا! رمضان المبارک آسمانی کتابوں کے نزول کا مہینا ہے۔

❷ **شبِ قدر رمضان میں:** لیلۃ القدر وہ عظیم رات ہے جس میں عبادت پر ایک ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ سلامتی صبح صادق تک برقرار رہتی ہے اور فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔[17] اگرچہ اس رات کے تعین میں بزرگانِ دین و مفسرین و محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے تاہم بھاری اکثریت کی رائے یہی ہے کہ ہر سال ماہِ رمضان کی 27 ویں شب ہی شبِ قدر ہے۔[18]

❸ **عبادت ہی عبادت:** مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر مہینا میں خاص تاریخیں اور تاریخوں میں بھی خاص وقت میں عبادت ہوتی ہے مثلاً بقر عید کی چند تاریخوں میں۔ مگر ماہِ رمضان میں ہر دن اور ہر وقت عبادت ہوتی ہے۔ روزہ عبادت، افطار عبادت، افطار کے بعد تراویح کا انتظار عبادت، تراویح پڑھ کر سحری کے انتظار میں سونا عبادت، پھر سحری کھانا عبادت، غرضیکہ ہر آن میں خدا کی شان نظر آتی ہے۔[19]

❹ **خرچ کرنا بھی ثواب:** اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ماہِ رمضان میں (گھر والوں کے) خرچ میں کشادگی کرو کیونکہ ماہِ رمضان میں خرچ کرنا اللہ پاک کی راہ میں خرچ کرنے کی طرح ہے۔[20]

❺ **ہر شب ساٹھ ہزار کی بخشش:** رمضان المبارک کی راتوں کے کیا کہنے! اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: اللہ پاک رمضان المبارک کی ہر رات میں افطار کے وقت ساٹھ ہزار گناہ گاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔[21] جبکہ ایک روایت میں دس لاکھ کا ذکر بھی ہے۔[22] اسلامی بہنو! جو مہمان جس قدر عزت والا ہوتا ہے اسی قدر اس کا احترام کیا جاتا ہے۔ ماہِ رمضان کی عظمتوں اور برکتوں کے کیا کہنے! اس عظیم مہمان کی قدر کیجئے، خوب عبادت کر کے اس کو راضی کرنے کی کوشش کیجئے۔ حدیثِ پاک میں ہے: اس شخص کی ناک مٹی میں مل جائے جس پر رمضان المبارک کا مہینا داخل ہوا پھر اس کی مغفرت ہونے سے قبل گزر گیا۔[23] اس وعید سے ڈریے اور خود کو گناہوں سے بچایئے۔ اللہ پاک ہمیں رمضان کی قدر دان بنائے۔ آمین۔ مزید معلومات کیلئے امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہمُ العالیہ کی کتاب "فیضانِ رمضان" کا مطالعہ کیجئے۔

---

❶ احیاء العلوم، 5/170 ❷ تفسیر قرطبی، 1/41، الجزء الاول، ملخصاً ❸ تفسیر روح البیان، 1/155، بتغیر ❹ سنن کبری للبیہقی، 3/170، حدیث: 5290 ❺ منہاج العابدین، ص 202 ❻ بخاری، 4/283، حدیث: 6432 ❼ بخاری، 1/203، حدیث: 554 ❽ بخاری، 4/216، حدیث: 6396 ❾ بخاری، 1/210، حدیث: 574 ❿ مسلم، 1/250، حدیث: 1436 ⓫ بخاری، 1/202، حدیث: 552 ⓬ بخاری، 1/203، حدیث: 553 ⓭ تفسیر صراط الجنان، 1/263 ⓮ فیضانِ رمضان، ص 20 ⓯ مسند امام احمد، 6/44، حدیث: 16981 ⓰ اسلامی مہینوں کے فضائل، 206 ملخصاً ⓱ فیضانِ رمضان، ص 182 ⓲ فیضانِ رمضان، ص 199 ⓳ تفسیر نعیمی، 2/208 ملتقطاً ⓴ موسوعۃ ابن ابی الدنیا، 1/368، حدیث: 24 ㉑ شعب الایمان، 3/304، حدیث: 360 ㉒ مسند الفردوس، 3/320، حدیث: 4960 ㉓ مسند امام احمد، 3/61، حدیث: 7455

نوٹ: تحریری مقابلے میں مذکور تمام آیات کا ترجمہ ترجمہ کنز العرفان سے نقل کیا گیا ہے۔

سلسلہ مرحوماتِ دعوتِ اسلامی

مرحومہ بنت محمد طیب

بنت اکبر عطاریہ
بی اے-کاشی پور، ہند

مرحومہ رقیہ عطاریہ بنتِ محمد طیب عطاری ہند کے شہر بھوجپور ضلع مراد آباد کی رہائشی تھیں۔ مرحومہ نے 12th تک دنیاوی تعلیم حاصل کی اور پھر درسِ نظامی (یعنی عالمہ کورس) کرنے کی لگن میں دنیاوی تعلیم مزید جاری نہ رکھ سکیں، البتہ درسِ نظامی کو بھی پہلے درجہ کے بعد مجبوراً ادھورا چھوڑنا پڑا۔ **دینی ماحول سے وابستگی کے اسباب:** اپنے والد صاحب کی انفرادی کوشش پر بھوجپور میں دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والی اسلامی بہنوں کی محفلِ نعت میں شریک ہوئیں تو اجتماع کا روح پرور ماحول دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئیں کہ رفتہ رفتہ اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار اجتماع، علاقائی دورہ اور محافلِ نعت میں شرکت کو اپنا معمول بنالیا جس کی برکت سے شرعی پردے کی پابندی اور دینی کاموں میں دلچسپی بھی نصیب ہوگئی، پھر تو گویا ہمیشہ کیلئے دعوتِ اسلامی کی ہو کر رہ گئیں۔ **دینی کاموں کا شغف** مرحومہ کو دینی کاموں کا حد درجہ شوق تھا، یہاں تک کہ 12 روزہ رہائشی دینی کام کورس بھی کیا، چنانچہ ان کی دینی کاموں میں لگن اور جذبے کو دیکھ کر جلد ہی انہیں ذیلی مشاورت کی ذمّہ دار بنا دیا گیا، ذمہ داری کے احساس کی وجہ سے یہ پہلے سے زیادہ بے لوث انداز میں دینی کام کرنے لگیں۔ **یکساں تعلقات** مرحومہ حقیقتاً اچھے اخلاق والی تھیں اور یہ سب مصنوعی نہ تھا کہ عام اسلامی بہنوں کے سامنے اعلیٰ اخلاق مگر گھر والوں سے بداخلاقی، بلکہ سبھی سے یکساں طور پر اچھے اخلاق سے پیش آتیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ہر کوئی انہیں اچھے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ **ازدواجی زندگی** مرحومہ کے والدین نے ان کی نسبت جس شخص سے طے کی وہ دعوتِ اسلامی سے وابستہ نہ تھے جس کی وجہ سے شادی کے بعد دینی معاملات میں رکاوٹ کے خدشات بھی تھے مگر والدین کی اطاعت میں رشتہ قبول کر لیا اور پھر شادی کے بعد اپنے کردار و خدمت گزاری سے شوہر اور سسرال والوں کا دل جیت کر انفرادی کوشش کے ذریعے انہیں نمازوں کا پابند اور دینی ماحول سے وابستہ کر دیا۔ مرحومہ جس گاؤں میں بیاہی گئی تھیں وہاں دعوتِ اسلامی کے دینی کام نہ ہونے کے برابر تھے، لہٰذا انہوں نے شوہر اور سسرال والوں کی رضامندی اور تعاون سے اس گاؤں میں ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع کا آغاز بھی کیا اور اپنے سسرال میں ہی اسلامی بہنوں کا مدرسۃ المدینہ بھی لگانا شروع کر دیا جس میں کئی اسلامی بہنیں قاعدہ اور قرآن پڑھا کرتی تھیں، ان کی دل جمعی اور مخلصانہ کوششوں کے نتیجے میں گاؤں کی کئی اسلامی بہنیں شرعی پردے کی پابند، معلمہ، مبلغہ، مدرِّسہ اور فیضانِ شریعت کورس کرنے والی بن گئیں۔ **انتقالِ پُر ملال** شادی کے تقریباً 11 ماہ 20 دن بعد مسلسل 3 روز بخار میں مبتلا رہیں اور بالآخر یکم نومبر 2017 رات تقریباً 1 بجے ان کا انتقال ہو گیا اور اگلے دن ظہر کے وقت انہیں سپردِ خاک کیا گیا۔ **انتقال و غسل قبر کے حیرت انگیز واقعات** انتقال کے وقت ان کی زباں پر درود و سلام کے ترانے تھے اور بالآخر کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملیں۔ بعد انتقال جس پانی سے انہیں غسل دیا گیا حیرت انگیز طور پر زمین پر اس کا نام و نشان بھی نہ تھا، وہاں موجود اسلامی بہنیں اس بات پر حیران تھیں کی آخر پانی کہاں جا رہا ہے، علاوہ ازیں تدفین کے بعد مرحومہ کی قبر سے اللہ اللہ کی آوازیں آ رہی تھیں۔

مرحومہ کے متعلق اچھا خواب مرحومہ کی دو بہنوں کو ان کے متعلق یکساں طور پر یہ اچھا خواب دکھائی دیا کہ وہ انہیں پھولوں سے بنا اپنا گھر دکھا رہی ہیں اور بڑی بہن کو اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار اجتماع میں جانے کی ترغیب بھی دلا رہی ہیں۔

MADANI NEWS

دعوتِ اسلامی کے شب وروز

عالمی مجلس اور مجلس بین الاقوامی امور کی ذمہ دار اسلامی بہنوں کا مدنی مشورہ

عالمی مجلس مشاورت کی نگران اسلامی بہن نے تربیت فرمائی

دعوتِ اسلامی کے تحت 14 مارچ 2022ء کو مجلس بین الاقوامی امور کی اسلامی بہنوں کا بذریعہ انٹرنیٹ مدنی مشورہ ہوا جس میں بیرون ملک سے یوکے، امریکہ، بنگلہ دیش، یورپ، ہند، کوریا، ساؤتھ افریقہ اور پاکستان میں رہائش پذیر ارکین اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ عالمی مجلس مشاورت کی نگران اسلامی بہن نے ماہ رمضان المبارک میں فیضانِ تلاوت کورسز کروانے کے نکات پر کلام کیا نیز ڈویژن سطح پر ہونے والے سیکھنے سکھانے کے ماہانہ حلقے اچھے سے اچھے انداز پر لگائے جانے سے متعلق تبادلہ خیال بھی ہوا۔

اسلام آباد زون فور کی ترلائی ڈویژن میں شخصیات اجتماع کا انعقاد

پاکستان مشاورت نگران اسلامی بہن کا اجتماع میں سنتوں بھرا بیان

دعوتِ اسلامی کے تحت 18مارچ2022ء بروز جمعہ اسلام آباد زون فور کی ترلائی ڈویژن میں شخصیات اجتماع کا انعقاد ہوا جس میں شخصیات اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ پاکستان مشاورت نگران اسلامی بہن نے "دنیاو آخرت کی کامیابی" کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا۔ بعدازاں دعوت اسلامی کے شعبہ جات کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دلائی جس پر شخصیات اسلامی بہنوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔ آخر میں پاکستان نگران مشاورت اسلامی بہن نے شخصیات سے ملاقات کی اور ان میں تحائف تقسیم کئے۔

شعبہ تعلیم کے تحت گوجرانوالہ میٹروپولیٹن میں دینی حلقہ

عالمی مجلس مشاورت کی نگران اسلامی بہن نے تربیتی بیان کیا

شعبہ تعلیم (اسلامی بہن) کے تحت گوجرانوالہ میٹروپولیٹن شہر میں تعلیمی اور پروفیشنلز خواتین کے درمیان دینی حلقے کا سلسلہ ہوا جس میں تقریباً50لیڈی ڈاکٹرز، ٹیچرز اور یونیورسٹی کی اسٹوڈنٹس نے شرکت کی۔ عالمی مجلس مشاورت نگران اسلامی بہن نے تربیتی بیان کیا جس میں انہیں دینی کاموں میں حصہ لینے اور مدنی مذاکرہ دیکھنے کا ذہن دیا۔ آخر میں عالمی مشاورت نگران اسلامی بہن نے اسلامی بہنوں سے ملاقات کرتے ہوئے انہیں دینی کاموں میں حصہ لینے کا ذہن دیا جس پر انہوں نے آخر میں اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

جاپان میں ون ڈے سیشن کا انعقاد

صاحبزادی عطار نے اسلامی بہنوں کی تربیت فرمائی

دعوتِ اسلامی کی جانب سے 3 مارچ 2022ء کو جاپان میں ون ڈے سیشن کا انعقاد ہوا جس میں مقامی اسلامی بہنوں سمیت نگران عالمی مجلس مشاورت اور فار ایسٹ ریجن نگران اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ صاحبزادیِ عطار سلمہا الغفار نے آخرت کی تیاری سے متعلق مدنی پھول دیئے۔ سیشن کے اختتام پر اسلامی بہنوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کرتے ہوئے مدنی مذاکرہ سننے اور گھر درس دینے کی نیتیں کیں۔

اسلامی بہنوں کی مزید خبریں جاننے کے لئے وزٹ کیجئے آفیشل نیوز ویب سائٹ "دعوتِ اسلامی کے شب وروز"

Link: news.dawateislami.net

دعوتِ اسلامی کے خدمتِ دین کے چند شعبہ جات کا تعارف و کارکردگی

(فروری 2021ء تا فروری 2022ء کے مطابق)

اَلحمدُلِلّٰہ! عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی دنیا بھر میں 80 سے زائد شعبہ جات میں دینِ متین کی خدمت کے لئے کوشاں ہے، جس کی مدنی بہاریں نیوز ویب سائٹ (دعوتِ اسلامی کے شب و روز)، مدنی چینل، ماہنامہ فیضانِ مدینہ اور مکتبۃُ المدینہ (دعوتِ اسلامی) کے کتب و رسائل کے ذریعے آپ تک پہنچتی رہتی ہیں۔ گزشتہ ایک سال کی چند شعبوں کی مختصر کارکردگی مُلاحظہ کیجئے:

مجلس / شعبہ	فروری 2021ء	فروری 2022ء
جامعاتُ المدینہ (بوائز/گرلز)	891	1124
طلبہ و طالبات جامعاتُ المدینہ	65ہزار 866	75ہزار 620
فارغُ التحصیل طلبہ و طالبات	13ہزار 455	19ہزار 501
فیضان آن لائن اکیڈمی برانچز	42	47
فیضان آن لائن اکیڈمی سے کورسز کرنے والے	18ہزار 691	26ہزار 843
بچّوں اور بچیوں کے مدارسُ المدینہ	4225	4767
طلبہ و طالبات مدارسُ المدینہ	1لاکھ 97ہزار 12	2لاکھ 44ہزار 318
ناظرہ مکمل کرنے والے طلبہ و طالبات	2لاکھ 94ہزار 307	3لاکھ 38ہزار 998
حُفّاظ طلبہ و طالبات	92ہزار 47	1لاکھ 942
اسلامی بھائیوں اور بہنوں کا مدرسۃُ المدینہ	34ہزار 441	37ہزار 46
طلبہ و طالبات مدارسُ المدینہ بالغین	1لاکھ 96ہزار 935	2لاکھ 46ہزار 274

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔

بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST
بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037
اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196
اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net